

# زُبْدَةُ الْاِتِّقَانِ فِي عُلُومِ الْقُرْآنِ

سؤالاً جواباً

للعلاّمة الشّیخ محمد بن علوی المالکی علیہ الرحمة

المتوفی: 1425 ھ



استاد عبد المجید صاحب  
احمد عباس عطاری  
مرکزی جامعۃ المدینہ گجرات

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى نَبِيِّهِ الْبَرِّ الْكَرِيمِ وَخَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَعَلَى أَزْوَاجِهِمُ وَالْوَالِدَةِ وَصَحْبِهِمُ الْمَجْمُوعِينَ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نوٹس : زبدۃ الألقان (تقریباً 60 فیصد)

استاد محترم مولانا عبد المجید مدنی صاحب

کاوش : احمد عباس عطاری



مرکزی جامعۃ المدینہ گجرات

عرض کاتب !!!

اس فائل میں آپ کو زبدۃ الاقتان کے تقریباً 60 فیصد  
کتاب کے سوال جواب نوٹس مل جائیں گے۔۔۔  
اگر آپ مندرجہ ذیل کتب کے ہمارے لکھے نوٹس چاہتے ہیں  
تو نیچے دیئے گئے نمبر پر رابطہ کریں

- (1) تاریخ الخلفاء (2) مختصر القدوری (3) دروس البلاغہ
- (4) النحو الواضحة (5) شمائل محمدیہ (6) الکافیہ (7) نور الانوار
- (8) مسند امام اعظم (9) المروۃ (10) اتحاف المسلم (11)
- اصول الشاشی (12) مقدمہ الشیخ (13) کنز الدقائق

03127237373

احمد عباس عطاری

درجہ رابعہ

سرکزی جامعہ المدینہ گجرات

# مصنف کے حالات زندگی

## نام و نسب:

آپ کا نام محمد بن علوی بن عباس بن عبد العزیز اور یسی حسنی مالکی ہے آپ کا نسب والدین کی طرف سے حضور ﷺ تک حضرت حسن کے ذریعے پہنچتا ہے آپ کی کنیت "ابو احمد" آپ کے القاب "محدث الحرمین، فخر المالکیہ" ہیں

## ولادت و وفات:

آپ 1367 ہجری بمطابق 1948 عیسوی میں مکہ مکرمہ میں باب السلام کے قریب واقع محلہ قترارہ میں پیدا ہوئے آپ نے 15 رمضان المبارک 1425 ہجری بمطابق 29 جنوری 2004 میں مکہ مکرمہ میں وصال فرمایا آپ کا مزار جنت المعلیٰ میں اپنے والد کے پڑوس میں اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی قبر مبارک کے سامنے واقع ہے

## تعلیم و تربیت:

آپ نے ناظرہ قرآن پاک اپنے والد محترم سے پڑھا، پھر اپنے چچا سید حسن مالکی کے مدرسے میں حفظ قرآن کیا، اپنے والد سے فقہ، حدیث، تفسیر، نحو

اور منطق کا علم حاصل کیا، پھر مکہ مکرمہ کے مدرسہ الفلاح میں تعلیم  
حاصل کی

# مقدمہ فی علوم القرآن الہی مصطلح التفسیر

سوال: علم تفسیر کی اصطلاحات کو جاننا کیوں ضروری ہے؟

جواب: علم تفسیر کی اصطلاحات کو جاننا اس لیے ضروری ہے تاکہ انسان مکمل طور پر بصیرت کو حاصل کر لے

پس وہ پہچانے گا مکی اور مدنی ہونے کو، نسخ و منسوخ ہونے کو، اسباب نزول (آیتوں کے نازل ہونے کے سبب) کو انہی چیزوں پر آیتوں کے سمجھنے کا دار و مدار ہوتا ہے

سوال: علم تفسیر کی اصطلاحات کو جانے بغیر جب کوئی اس (علم تفسیر) میں غور و فکر کرے گا تو اس کے لیے کیا حذر ابی لازم آئے گی؟

جواب: اگر کوئی بندہ علم تفسیر کی اصطلاحات کو جانے بغیر اس (علم تفسیر) میں غور و فکر کرے گا تو اس کے لیے یہ حذر ابی لازم آئے گی کہ وہ حیرت میں مبتلا ہو جائے گا، اس کی چستی کم ہو جائے گی اور اس پر علم تفسیر کے مقاصد پوشیدہ ہو جائے گے

سوال: علم تفسیر کس سے ماخوذ ہے؟

جواب: علم تفسیر عربیوں کے اس قول سے لیا گیا ہے (فَسْرَتِ الشَّيْءِ إِذْ بَيَّنَّتْهُ) یعنی جب میں نے کسی چیز کو بیان کر دیا تو گویا میں نے اس کی تفسیر کر دی

سوال: علم تفسیر کو تفسیر کہنے کی وجہ بیان کریں

جواب: علم تفسیر کیونکہ قرآن کو بیان کرتا ہے اور اس کی وضاحت کرتا ہے اسی لیے اسے علم تفسیر کہتے ہیں

سوال: علم تفسیر کی تعریف اور موضوع بیان کریں

جواب: علم تفسیر کی تعریف:

"ایسا علم جس میں قرآن کریم کے احوال کے متعلق بحث کی جاتی ہے

اس کے نازل ہونے کے اعتبار سے"

جیسا کہ اس کا مکی یا مدنی ہونا وغیرہ

اور علم تفسیر کا موضوع حیثیت مذکورہ کے اعتبار سے "کلام اللہ" ہے

سوال: علم تفسیر کے فائدے بیان کریں

جواب: علم تفسیر کے فائدے یہ ہیں

1. قرآن کے معانی کو سمجھانے کی طرف پہنچنا

2. سمجھنے کے بعد اس پر عمل کرنا

سوال: علم تفسیر کا ثمر (حاصل / نتیجہ) بیان کریں

جواب: علم تفسیر کا ثمر (حاصل / نتیجہ) "مضبوط رستی (قرآن) کو ہتھامنا اور

دنیا و آخرت میں خوش بختی کے ساتھ کامیاب ہونا ہے

سوال: علم تفسیر کے واضح (بنانے والے) کون ہیں؟

جواب: علم تفسیر کے واضح اللہ اور نبی کریم علیہ السلام ہیں اسی لیے یہ علم الہی اور علم

نبوی ہے



سوال: علم تفسیر کن چیزوں سے استمداد (مدد طلب) کرتا ہے ؟

جواب: علم تفسیر بنفسہ وترآن سے، سنت سے اور عرب کے اسلوب (طرز

بیان) سے استمداد (مدد حاصل) کرتا ہے

سوال: علم تفسیر کے مسائل کون کونسے ہیں ؟

جواب: علم تفسیر کے مسائل وہ ہیں جو تفسیر سے حاصل ہوتے ہیں یعنی احکام، عقائد،

مثالیں اور نصیحتیں وغیرہ

سوال: علم تفسیر کی حیثیت بیان کریں یعنی یہ کن علوم میں سے ہے ؟

جواب: علم تفسیر کی حیثیت یہ ہے کہ یہ علوم دینیہ میں سے ہے بلکہ دین

علوم کا پیشوا ہے کیونکہ دینی علوم کتاب اللہ سے لیے گئے ہیں اور انحصار کیا گیا ہے

اس تفسیر پر دینی علوم کے کتاب اللہ سے ثابت ہونے کے بعد اعتماد کرنے میں

سوال: علم تفسیر کی فضیلت بیان کریں

جواب: علم تفسیر کی فضیلت یہ ہے کہ یہ اشرف واعلیٰ علوم میں سے ہے

کیونکہ علوم اپنے موضوع کی عزت کے ساتھ عزت والے ہوتے ہیں اور علم تفسیر کا

موضوع بہت عزت والا بہت اعلیٰ موضوع ہے

سوال: علم تفسیر کی ضرورت کیوں پیش آئی ؟

جواب: علم تفسیر کی ضرورت اس لیے پیش آئی کیونکہ وترآن کو سمجھنا احکام

شرعیہ پر مشتمل ہے وہ احکام شرعیہ جن پر ہمیشگی والی سعادت کا دار و مدار ہے، یہ

احکام شرعیہ مضبوط رسی ہے اور اللہ پاک کی توفیق کے بغیر کوئی بھی ان احکام شرعیہ



کی ہدایت کو نہیں پاسکتا یہاں تک کہ صحابہ کرام جو کہ بلند مرتبے پر فائز تھے اور ان کے باطن بھی نبوت کے چراغ کے ساتھ روشن تھے وہ چراغ جو ان پر چمکاتا، بہت دفعہ ایسا ہوتا کہ صحابہ کرام حضور ﷺ کی طرف اشیا کے متعلق سوال کرتے ہوئے لوٹتے تھے جن پر وہ مطلع نہیں ہوتے تھے اور ان کی سوچے وہاں تک نہیں پہنچتی تھی جیسا کہ عدی بن حاتم کا سفید اور کالے دھاگے والا واقع اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ جس چیز کی طرف وہ محتاج تھے ہم اس کے بھی اور اس کی زیادتی کے بھی محتاج ہیں

## حد القصر آن:

سوال: لفظ وتر آن لغت میں کس سے لیا گیا ہے ؟

جواب: وتر آن لغت میں (لفظ وتر) سے لیا گیا ہے جس کے معنی ہے "جمع کرنا"

سوال: وتر آن کی تعریف (اصطلاحی معنی) اور فوائد و تیودات بیان کریں

جواب: وتر آن کی تعریف:

"هو الكلام المنزل على سيدنا محمد ﷺ المعجز بسورة منه"

"ایسا کلام جو ہمارے سردار محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل کیا گیا ہے اور وہ کلام

عاجز کرنے والا ہے اپنے جیسی ایک سورت لانے سے یعنی کوئی بھی اس کی مثل کوئی

ایک سورت بھی نہیں لاسکتا"

وتر آن کی تعریف کے فوائد و تیودات:

1 (الكلام) بمنزله جنس:

جب (الكلام) کہا تو تمام کلام شامل ہو گئے

2 (المنزل علی سیدنا محمد ﷺ) فصل اول:

جب (المنزل علی سیدنا محمد ﷺ) کہا تو حضور کے علاوہ باقی انبیاء پر نازل کردہ کلاموں کو نکال دیا جیسا کہ تورات، انجیل، تمام آسمانی کتابیں اور صحیفہ 3 (المعجز) فصل ثانی:

جب (المعجز) کہا تو حدیث و تفسیر کو نکال دیا

جیسا کہ بخاری و مسلم میں ہے

(انا عند ظن عبدی بی) میں اپنے بندے کے گمان کے قریب ہو

سوال: کیا مترآن صرف عاجز کرنے کے لیے نازل ہوا ہے اگر نہیں تو پھر صرف عاجز کرنے کی صفت کو ہی ذکر کیوں کیا؟

جواب: جی نہیں! مترآن عاجز کرنے کے ساتھ ساتھ اور کئی مقاصد کے لیے بھی نازل ہوا ہے صرف عاجز کرنے کی صفت کو اس لیے ذکر کیا کہ اعجاز کی طرف فخر کرنے میں جو ضرورت ہے وہ زیادہ اہم ہے

سوال: ہمارے قول (بسورة من) سے کونسا اعجاز حاصل ہو رہا ہے؟

جواب: ہمارے قول (بسورة من) سے سب سے کم تر اعجاز حاصل ہو رہا ہے اور وہ سورتوں میں سے سب سے چھوٹی سورت ہے

جیسا کہ سورہ کوثر اور اعجاز کا کم ہونا یہ سورتوں میں سے سب سے چھوٹی سورت کے ساتھ اس لیے ہوا کیونکہ مترآن میں سے کوئی بھی آیت مفرد نہیں ہے بلکہ ہر آیت اپنے ما قبل اور ما بعد کے ساتھ مناسبت رکھتی ہے

سوال: سورت کسے کہتے ہے ؟

جواب: سورت سے مراد وہ کلام جس میں کم سے کم تین آیات ہو اور بعض نے فتر آن کی تعریف میں اس بات کی زیادتی کی ہے کہ "فتر آن وہ ہے جس کی تلاوت کو عبادت بنایا گیا ہو" اگر اس کلمے کو بھی تعریف میں شامل کرئے گے تو منسوخ التلاوة آیات نکل جائے گی

سوال: سورت سے کیا مراد ہے ؟

جواب: سورت سے مراد "فتر آن پاک میں سے وہ جملہ جس کی مقدار کم سے کم تین آیتیں ہو" اس سورت کا خاص نام رکھا جاتا ہے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے اس نام کو ذکر کرنے کے ساتھ یہاں تک کہ پھر وہ سورت اس نام سے مشہور ہو جاتی ہے

سوال: آیت سے کیا مراد ہے ؟

جواب: آیت سے مراد "سورتوں میں سے وہ جملہ جو فاصلے کے ساتھ ممتاز کرتا ہے" فاصلے سے مراد وہ فاصلہ جو آیت کے آخر میں آتا ہے

## المکی والمدنی

سوال: مقام کے اعتبار سے نزول قرآن کی کتنی اور کون کونسی اقسام ہیں؟

جواب: مقام کے اعتبار سے نزول قرآن کی چار اقسام ہیں

1 مکی 2 مدنی 3 حضری 4 سفری

سوال: مکی اور مدنی سورتوں کی کتنی اور کون کونسی اصطلاحات ہیں؟ بیان کریں

جواب: مکی اور مدنی سورتوں کی تین اصطلاحات ہیں اور وہ یہ ہیں

1 مکی وہ سورت ہیں جو ہجرت سے پہلے نازل ہوئی اور مدنی وہ سورت ہیں جو ہجرت کے بعد نازل ہوئی برابر ہے کہ وہ مکہ میں نازل ہوئی ہو یا مدینہ میں نازل ہوئی ہو چاہے فتح مکہ کے سال نازل ہوئی ہو یا حجۃ الوداع کے سال نازل ہوئی ہو یا سفروں میں سے کسی سفر میں نازل ہوئی ہو

یہی تعریفات ان دونوں کی صحیح ترین تعریفات ہیں

2 مکی وہ سورت ہے جو مکہ میں نازل ہوئی اگرچہ ہجرت کے بعد نازل ہوئی اور مدنی وہ سورت ہے جو مدینہ میں نازل ہوئی

3 مکی وہ سورت ہے جس میں مکہ والوں سے خطاب ہوا ہو اور مدنی وہ سورت ہے جس میں مدینہ والوں سے خطاب ہوا ہو

سوال: متاضی ابو بکر سورتوں کے مکی اور مدنی ہونے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

جواب: متاضی ابو بکر باقسلانی "انقصار" نامی کتاب میں سورقوں کے مکی اور مدنی ہونے

کے بارے میں منرماتے ہے کہ "سورقوں کے مکی اور مدنی ہونے کو حبانے کے لیے

صحابہ کرام اور تابعین کے حافظوں کی طرف لوٹا حباے گا

نبی کریم ﷺ سے اس بارے میں کوئی قول ثابت نہیں ہے اس لیے کہ حضور ﷺ

کو اس (سورقوں کے مکی و مدنی ہونے) کو بیان کرنے کا حکم نہیں دیا گیا اور نا ہی اللہ پاک

نے اس علم کو منراض میں سے بنایا ہے اگر چہ امت میں سے بعض اہل علم پر

ناسخ و منسوخ آیات کو پہچاننا واجب ہے اور اس کو حضور ﷺ کی نص کے بغیر بھی حبانا

حبا سکتا ہے

سوال: کیا سورقوں کے مکی اور مدنی ہونے کو حبانے کے فائدے بھی ہیں؟

جواب: جی ہاں! سورقوں کے مکی اور مدنی ہونے کو حبانے کے فائدے بھی ہیں

مثلاً: 1 ان کو حبانے سے نسخ و منسوخ آیات کو حبانا حباتا ہے

2 نازل ہونے میں فتر آن کی ترتیب کو حبانا حباتا ہے

سوال: جن صحابہ کو سورقوں کے مکی اور مدنی ہونے کو پہچاننے کی مہارت تامہ

تھی ان میں سے تین کے نام لکھیں

جواب: بعض صحابہ کے لیے سورقوں کے مکی اور مدنی ہونے کو پہچاننے کی مہارت تامہ

تھی ان میں سے تین کے نام درج ذیل ہیں

1 حضرت علی 2 عبد اللہ بن مسعود 3 عبد اللہ بن عباس

سوال: مکی اور مدنی سورقوں کو پہچاننے کی جو علامات علماء نے ذکر کی ہیں وہ بیان کریں

جواب: مکی اور مدنی سورتوں کو پہچاننے کی علماء نے درج ذیل علامات بیان کی ہیں

1 ہر وہ سورت جس میں (یا ایہا الناس) ہو اور (یا ایہا الذین امنو) نہ ہو وہ سورت مکی ہے

سوائے سورۃ حج کے اس سورت میں اختلاف ہے

2 ہر وہ سورت جس میں لفظ (کلا) آیا ہو وہ سورت مکی ہے

3 ہر وہ سورت جس میں حضرت آدم علیہ السلام اور ابلیس کا واقعہ بیان کیا

گیا ہو وہ سورت مکی ہے سوائے سورۃ بقرہ کے

4 ہر وہ سورت جس میں منافقین کا ذکر ہو وہ مدنی سورت ہے سوائے سورۃ العنکبوت کے

اور حضرت ہشام بن عروہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہر وہ سورت جس میں

حدود (سزائیں) اور فرائض کو ذکر کیا گیا ہو وہ مدنی سورت ہے

اور ہر وہ سورت جس میں ماضی کے واقعات کو ذکر کیا گیا ہو وہ مکی سورت ہے

سوال: مکی اور مدنی سورتیں کتنی ہیں ؟

جواب: مدنی سورتیں انیس (29) ہیں اور وہ یہ ہیں

سورۃ بقرہ، آل عمران، النساء، المائدۃ، الأنفال، التوبۃ، الرعد، الحج، النور، الاحزاب،

محمد، الفتح، الحجرات، الحديد، المائدۃ، الحشر، الممتحنۃ، الصف، الجمعة، المنافقون،

التغابن، الطلاق، التحريم، القیامۃ، الزلزلة، القدر، النصر، والمعوذتان (سورۃ الفلق، والناس)

☆ اس کے علاوہ جو سورتیں ہیں وہ مکی ہیں جو (85) ہیں

☆ اور قرآن پاک کی کل سورتیں (114) ہیں

## الحضریٰ و السفریٰ

سوال: اصول تفسیر کی اصطلاح میں حضری و سفری کسے کہتے ہیں؟

جواب: حضری:

جو آیات حضر (حالت اقامت) میں نازل ہوئی انہیں حضری کہتے ہیں

حضری کی مثال:

حضری آیات کے اصل ہونے کی وجہ سے اس کی کثیر مثالیں ہیں لہذا

اس کی وضاحت کے لیے مثال کی ضرورت نہیں ہے

سفری:

جو آیات جو سفر میں نازل ہوئی انہیں سفری کہتے ہیں

سفری کی مثال:

سفری آیات میں سے ایک آیت سورہ مائدہ میں آیت تر بصر ہے اور وہ

یہ ہے (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ..... الْآيَةُ)

یہ آیت ذات جمیش کے مقام پر نازل ہوئی جو ذوالحلیفہ سے پیچھے ہے اور بعض کہتے ہیں

کہ یہ آیت مقام بیداء میں نازل ہوئی جو ذوالحلیفہ کے بعد ہے اور مکہ کے راستے سے

مدینہ کے قریب ہے یہ آیت غزوہ مدینہ سے واپسی پر نازل ہوئی جب

صحابہ مدینہ میں داخل ہو رہے تھے



☆ سفری آیات میں سے سورۃ فتح بھی ہے جو صلح حدیبیہ کے معاملے میں نازل ہوئی جیسا کہ حاکم و حرما تے ہے سورہ فتح کرا ع الغنیم میں نازل ہوئی اس کے اور مدینے کے درمیان (170) میل کا فاصلہ ہے، اس کے اور مکہ کے درمیان (30) میل کا فاصلہ ہے اور عسفان سے اس تک تین میل کا فاصلہ ہے

سوال: زمانے کے اعتبار سے نزول قرآن کی کتنی اور کون کونسی اقسام ہیں؟

جواب: زمانے کے اعتبار سے نزول قرآن کی چار اقسام ہیں

1 لیلی (رات میں نازل ہونے والی)

2 نھاری (دن میں نازل ہونے والی)

3 صیفی (موسم گرما میں نازل ہونے والی)

4 شتائی (موسم سرما میں نازل ہونے والی)

نھاری آیات کی مثال:

نھاری آیات کے اصل ہونے کی وجہ سے اس کی کثیر مثالیں ہیں لہذا

اس کی وضاحت کے لیے مثال کی ضرورت نہیں ہے

لیلی آیات کی مثال:

لیلی آیات میں سے ایک آیت تحویل قبلہ والی آیت ہے اور وہ یہ ہے

(قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا..... الْآيَةُ)

صیفی آیات کی مثال:

صیفی آیات میں سے آیات کلالہ ہے اور وہ یہ ہے (يَسْتَفْتُونَكَ ۖ ط قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي

الْكَلَّةِ ۖ ط سے سورہ ناء کے آخر تک )

اس کا نام حضور ﷺ نے (آیت صیف) رکھا

شتائی آیات کی مثال:

شتائی آیات میں سے یہ بھی ہیں (إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْأَفْ عَصَبَةٍ مِّنْكُمْ ۖ ط سے وَرَزَقَ كَرِيمٌ )

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ یہ آیت سردی کے دن میں نازل ہوئی

## آؤل مانزل

سوال: فتر آن پاک میں سے سب سے پہلے کیا نازل ہوا؟

جواب: اس بارے میں اختلاف ہے کہ فتر آن پاک میں سے سب سے پہلے کیا نازل ہوا اور اس بارے میں مختلف اقوال ہیں

1 پہلا قول یہ ہے کہ سب سے پہلے (اَفْرَأَبَا سَمِ رَكْبِكَ الَّذِي خَلَقَ) نازل ہوا

حضرت عائشہ سے روایت ہے آپ فرماتی ہے کہ وحی کی ابتداء میں حضور ﷺ کو نیند میں نیک خواب آنے لگے حضور ﷺ ان خوابوں کو صبح کے نور کی طرح واضح دیکھتے، پھر آپ نے تنہائی کو پسند کیا اور غار حرا میں اکیلے رہنے لگے اور عبادت میں مشغول رہنے لگے یہاں تک کہ آپ مسلسل کئی راتوں تک وہاں رہتے قبل اس کے کہ آپ اپنے اہل و عیال کے پاس آئے اور وہاں رہنے کے لیے توشہ لے جائے پھر آپ حضرت خدیجہ کے پاس آتے اور توشہ لے کر چلے جاتے یہاں تک کہ آپ کے پاس حق آیا اور آپ غار حرا میں تھے پس آپ کے پاس مندرشتہ آیا اور عرض کی: پڑھیے! تو حضور ﷺ فرماتے ہیں میں نے اس سے کہا، میں نہیں پڑھوگا حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اس نے مجھے پکڑا اور دبایا یہاں تک کہ مجھے تکلیف محسوس ہوئی اس نے مجھے چھوڑ دیا، پھر اس نے عرض کیا: پڑھیے!، میں نے کہا: میں نہیں پڑھوگا اس نے پھر مجھے پکڑا اور دبایا یہاں تک کہ مجھے تکلیف محسوس ہوئی اس نے مجھے چھوڑ دیا، پھر اس نے عرض کی: پڑھیے!

میں نے کہا: میں نہیں پڑھوگا اس نے تیری مرتبہ پھر مجھے پکڑا اور دبایا پھر  
 چھوڑ دیا اور عرض کیا: اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ (1) خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ (2) اقْرَأْ وَرَبُّكَ  
 الْأَكْرَمُ (3)

اور بعض روایتوں میں (مَا لَمْ يَعْلَمْ) تک کا ذکر ہے

2 دوسرا قول یا بیھا المدثر کے بارے میں ہے

حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں  
 میں نے حضرت حباب بن عبد اللہ سے سوال کیا کہ فتر آن پاک میں سے  
 سب سے پہلے کیا نازل ہوا؟ تو انہوں نے فرمایا: (یا بیھا المدثر) تو میں نے کہا: یا  
 (افتر اباسم ربک)؟ تو انہوں نے فرمایا: میں تمہیں وہی بیان کروں گا جو حضور ﷺ  
 نے ہم سے بیان کیا حضور ﷺ نے فرمایا: "میں غار حرا میں قیام پذیر ہوتا تو  
 جب میری مدت مکمل ہوئی تو میں وادی کی طرف آنے لگا میں نے اپنے آگے،  
 پیچھے دیکھا، اپنے دائیں اور بائیں دیکھا، پھر میں نے آسمان کی طرف دیکھا تو وہ تھے یعنی  
 جبرائیل علیہ السلام مجھ پر کسکی طاری ہوئی تو میں حضرت خدیجہ کے پاس  
 آیا اور انہیں حکم دیا کہ مجھے چادر دو پس یہ آیات نازل ہوئی: یَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ (1) قُمْ فَأَنْذِرْ (2) "  
 سوال: حدیث حباب کے بارے میں علماء نے کیا جواب دیا ہے؟ تحریر کریں  
 جواب: علماء نے حدیث حباب کے جواب میں فرمایا: حدیث حباب سے  
 مخصوص معاملہ میں اولیت مراد ہے اور وہ ڈرانے والے معاملے میں اولیت ہے یعنی  
 ڈرانے کے لیے سب سے پہلے یہ آیات نازل ہوئی: (یَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ (1) قُمْ فَأَنْذِرْ (2))

اور نبوت کے لیے سب سے پہلے یہ آیات نازل ہوئی: (اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ) (1)  
خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ (2)

یہ جواب نہایت مناسب اور مضبوط ہے

اور بعض علماء اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ حضرت حابر کی مراد یہ ہے کہ  
سب سے پہلے جو مکمل سورت نازل ہوئی وہ سورۃ مدثر ہے اور اس بات میں کوئی  
تعارض نہیں کہ مطلقاً سب سے پہلے (اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ) (1) خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ (2) ہی  
نازل ہوئی

اور یہ مکمل سورت نازل نہ ہوئی بلکہ سورت کا ابتدائی حصہ نازل ہوا اس بات کی  
ایک دوسری روایت بھی تائید کرتی ہے جو خود حضرت حابر سے روایت ہے کہ  
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں چل رہا تھا اچانک میں نے آسمان سے  
ایک آواز سنی تو میں نے اپنے سر کو بلند کیا تو وہ وہی فرشتہ تھا جو غار حرا  
میں میرے پاس آیا تھا وہ فرشتہ زمیں اور آسمان کے درمیان کرسی پر بیٹھا  
تھا پھر میں گھر کی طرف لوٹا اور میں نے فرمایا: مجھے چادر اوڑھادو،  
چادر اوڑھادو، مجھے چادر دے دو پس اللہ پاک نے یہ آیات نازل فرمادی:  
(يَا أَيُّهَا الْمَدَّثِرُ (1) قُمْ فَأَنْذِرْ (2))

اس حدیث پاک میں حضور ﷺ کا یہ قول (وہ وہی فرشتہ تھا جو غار حرا  
میں میرے پاس آیا تھا) اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ غار حرا میں  
(اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ) کے نازل ہونے والے واقعے سے بعد میں آنے والا واقعہ ہے

(صاحب کتاب فرماتے ہے) میں کہتا ہوں کہ یہ جواب اس باب میں  
 عمدہ دلیل ہے اور اصح ہے  
 اور بعض علماء اس کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ بات حضرت حباب  
 نے اپنی طرف سے اجتہاد کرتے ہوئے کی ہے، اس روایت کو حضرت عائشہ کی  
 روایت پر مقدم نہیں کیا جائے گا  
 یہ بھی احسن جواب ہے

## أوائل مخصوصة:

- سوال: اوائل مخصوصہ کی مثالیں بیان کریں
- جواب: 1 سب سے پہلے مکہ میں یہ آیت نازل ہوئی (اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ)  
 اور سب سے پہلے مدینہ میں سورۃ بقرہ نازل ہوئی  
 بعض کہتے ہیں کہ مدینہ میں سب سے پہلے (وَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ) نازل ہوئی  
 2 سب سے آخر میں مکہ میں سورۃ مؤمنون نازل ہوئی اور سب سے آخر میں  
 مدینہ میں سورۃ براءۃ (سورۃ توبہ) نازل ہوئی  
 3 جہاد کے بارے میں سب سے پہلے یہ آیت نازل ہوئی  
 (أُوذِنَ الَّذِينَ يَفْكُلُونَ بَأْسَهُمْ ظَلَمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ)  
 4 شراب کے بارے میں سب سے پہلے یہ آیت نازل ہوئی (يَسْلُوكُكَ عَنِ الْخَمْرِ  
 وَالْمَيْسِرِ)

- 5 جس سورت میں سب سے پہلے سجدہ نازل ہوا وہ سورۃ النجم ہے
- 6 کھانے کے بارے میں مکہ میں سب سے پہلے یہ آیت نازل ہوئی (قُلْ لَا جِدْفِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا) اور مدینے میں یہ آیت نازل ہوئی (إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمُ الْخِزْيِرِ وَمَا أَهْلًا بِهِ يَعْزِرُ اللَّهُ.... الآية)

## آخر ما نزل

- سوال: سب سے آخر میں کونسی آیت نازل ہوئی؟
- جواب: اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے ان میں سے زیادہ مشہور یہ ہیں
- 1 پہلا قول:
- سب سے آخر میں یہ آیت نازل ہوئی (يَسْتَفْتِيكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَّةِ)
- 2 دوسرا قول:
- حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ سب سے آخر میں آیت الرہا نازل ہوئی اور وہ یہ ہے (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا)
- 3 تیسرا قول:
- اسی طرح ایک اور مقام پر حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ سب سے آخر میں یہ آیت نازل ہوئی (وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ)



#### 4 چوتھا قول:

حضرت سعید بن مسیب فرماتے ہیں کہ سب سے آخر میں آیت دین نازل ہوئی اور وہ یہ ہے (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا بُدِئَ رَكْعَتُهُمْ فَبَدِّعُوا إِلَى أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ)

امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں کہ یہ قول مہمل ہے لیکن اس کی اسناد صحیح ہے

سوال: کیا حضرت ابن عباس کے دونوں اقوال کو جمع کرنا ممکن ہے اگر ہے تو کس طرح؟

جواب: جی ہاں! حضرت ابن عباس کے دونوں اقوال کو جمع کرنا ممکن ہے اس طور پر کہ یہ تمام آیتیں ایک ہی دفعہ میں نازل ہوئی ہو جیسا کہ قرآن میں ان کی ترتیب ہے

اس طرح ان میں سے ہر آیت پر آخر میں نازل ہونے کا قول صادق آئے گا  
سوال: سب سے آخر میں نازل ہونے والی آیت کے پہلے قول (يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَّةِ) میں کیا تاویل کی جائے گی؟

جواب: سب سے آخر میں نازل ہونے والی آیت کے پہلے قول (يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَّةِ) میں یہ تاویل کی جائے گی کہ فرائض و احکام میں یہ آیت آخر میں نازل ہوئی

اشکال: اوپر والی بات پر تو اشکال وارد ہوتا ہے کہ اللہ پاک کا قول (الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ) یہ حجۃ الوداع کے سال عرفہ میں نازل ہوا اور اشکال کی وجہ یہ ہے کہ اس آیت

کا ظہر تمام منراض و احکام کے مکمل ہونے کو بیان کرتا ہے اور ساتھ ہی آپ آیت رباً، آیت دین اور آیت کلالہ کو بیان کرتے ہیں کہ یہ بعد میں نازل ہوئی؟

اشکال کا جواب: علماء نے اس آیت میں یہ تاویل بیان کی ہے کہ آیت میں دین کے مکمل ہونے سے صحابہ کا شہر حرام میں ٹھہرنا اور مشرکین کا شہر حرام سے دور کرنا مراد ہے یہاں تک کہ مسلمانوں نے شہر حرام کا اس حال میں حج کیا کہ ان کے ساتھ مشرکین نہیں تھے اس بات کی تائید ابن عباس کا یہ قول کر رہا ہے کہ "مشرکین اور مسلمان اکٹھے حج کرتے تھے پھر جب سورہ براءت نازل ہوئی تو مشرکین کو بیت اللہ سے نکال دیا گیا اور مسلمانوں نے اس حال میں حج کیا کہ ان کے ساتھ مشرکین میں سے ایک بھی نہ تھا اور یہاں دین کے مکمل ہونے سے مراد نعمت کا مکمل ہونا ہے

## اقوال آخری فی آخر منازل والجواب عنها:

سوال: کیا سب سے آخر میں نازل ہونے والی آیت کے بارے میں سابقہ اقوال کے علاوہ بھی اقوال ہیں؟

جواب: جی ہاں! ان کے علاوہ بھی اقوال ہیں جیسا کہ امام جلال الدین سیوطی نے علماء سے اس بارے میں کثیر روایات نقل کی ہیں

ان میں سے ایک یہ ہے کہ سب سے آخر میں سورۃ النصر (إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ) نازل ہوئی، ایک یہ ہے کہ سب سے آخر میں یہ آیت نازل ہوئی

(لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ)، ایک یہ ہے کہ سب سے آخر میں سورۃ الفتح نازل ہوئی اور

ایک قول یہ ہے کہ سب سے آخر میں سورۃ براءت (سورۃ توبہ) نازل ہوئی

سوال: امام بہیقی نے ان اقوال کا کیا جواب دیا ہے ؟

جواب: امام بہیقی ان اقوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "ان تمام اختلافات کو

جمع کیا جائے گا اگر وہ صحیح ہو اس طور پر کہ ہر ایک نے اسی کے ساتھ جواب دیا جو اس

کے پاس تھا

سوال: متاضی ابو بکر اس بارے میں کیا فرماتے ہیں ؟

جواب: متاضی ابو بکر نے ان اقوال کے بارے میں "انتصار" نامی کتاب میں فرمایا ہے

کہ "یہ اقوال ایسے ہیں کہ ان میں سے کوئی بھی قول ایسا نہیں ہے جو حضور ﷺ تک

مرفوعاً پہنچتا ہو اور ان تمام نے جو بھی کہا ہے وہ اجتہاد اور ظن غالب کی قسم سے ہیں اور

یہ بھی احتمال ہے کہ ان میں سے ہر ایک نے دوسرے کو اس کی خبر دی ہو جو اس

نے حضور ﷺ سے سنا ہو اس دن جس دن حضور ﷺ کا وصال ہوا یا حضور ﷺ کے مرض

سے تھوڑی دیر پہلے اور اس صحابی کے علاوہ کسی صحابی نے اس آیت کے علاوہ کو حضور

ﷺ سے سنا ہو

# معرفۃ سبب النزول

سوال: نزول مترآن کی کتنی اور کون کونسی اقسام ہیں ؟

جواب: نزول مترآن کی دو اقسام ہیں

1 ابتداء سے نازل ہونا

2 کسی واقعے یا سوال کے بعد نازل ہونا

علماء نے دوسری قسم کو شمار کیا اور اسی کے بارے میں کتابیں لکھی اور ان آیتوں کو بیان کیا ان کے نازل ہونے کے سبب کے ساتھ اور ان کے اسباب نزول کو بیان کیا اور ان میں اجتہاد کیا

سوال: آیتوں کے اسباب نزول کے بارے میں مشہور کتاب کس نے اور کونسی کتاب لکھی ؟ زبدۃ الأقتان کی روشنی میں بتائیں

جواب: اس بارے میں علماء نے بہت کوششیں کی اس موضوع پر سب سے زیادہ مشہور کتاب امام حلال السیوطی کی کتاب "الباب النقول فی اسباب النزول" ہے سوال: کیا اسباب نزول کے فائدے ہیں ؟

جواب: جی ہاں! اسباب نزول کے بہت شاندار فائدے ہیں

ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس کے ذریعے حکم کے وارد ہونے کی حکمت کو جاننا جاتا ہے اور یہ کہ مترآن کے معانی کو سمجھنے میں یہ مضبوط طریقہ ہے اس لیے کہ سبب کا جاننا سبب کے جاننے کو ثابت کرتا ہے

سوال: اگر شان نزول (اسباب نزول) کو نہ جانا جائے تو پھر کیا حشرابی لازم آئے گی مع مثال بیان کریں

جواب: اگر اسباب نزول کو نہ جانا جائے اور ان کی پہچان نہ ہو تو پھر معنی کے سمجھنے میں اور مقصود کو حاصل کرنے میں قدم پھسل جائے گا مثلاً:

پہلا واقعہ:

مروان بن حکم نے یہ آیت پڑھی (لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَفْرُحُونَ بِمَا آتَوْا) اور اس نے کہا ہر وہ آدمی جو خوش ہوا اس پر جو اس نے کیا اور اس نے یہ پسند کیا کہ اس کی اس پر تعریف کی جائے جو اس نے کیا ہی نہیں تو ضرور اسے عذاب دیا جائے گا اور ضرور ہم سب عذاب دیئے جائے گا مروان بن حکم نے اس سے یہ سمجھا اور جو اس نے سمجھا وہ آیت کے ظاہر کی طرف نسبت کرتے ہوئے بالکل صحیح ہے لیکن حضرت ابن عباس نے اس کو حقیقت بیان کی کہ یہ آیت اہل کتاب کے بارے میں نازل ہوئی جب حضور ﷺ نے اہل کتاب سے کسی بارے میں پوچھا تو انہوں نے اس کے غیبر کے ساتھ خبر دی اور انہوں نے یہ ظاہر کیا کہ ہم نے اس کا جواب دیا ہے جو حضور ﷺ نے سوال کیا اور وہ اس بات پر تعریف چاہنے لگے دوسرا واقعہ:

عثمان بن مظعون اور عمرو بن معدیکرب سے بیان کیا گیا ہے کہ یہ کہتے تھے شراب مباح ہے اور وہ اس آیت (لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعُمُوا) سے دلیل پکڑتے تھے اگر یہ دونوں اس آیت کے نازل ہونے کے سبب کو جان لیتے تو وہ

یہ نہ کہتے اور شان نزول یہ ہے کہ جب شراب حرام کی گئی تو لوگوں نے کہا  
کیا حال ہوگا ان کے ساتھ جو اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے اور وہ شراب پیتے تھے جو کہ  
حرام ہے تو پھر یہ آیت نازل ہوئی

اور اگر اس آیت (فَلْيَبْتَئُوا فِئْتَمَّ وَجْهُ اللَّهِ) کے نازل ہونے کے سبب کی پہچان نہ ہو تو  
کہنے والا ضرور کہتا کہ اس آیت کا ظاہر یہ فائدہ دیتا ہے کہ نمازی پر قبلے  
کی طرف منہ کرنا واجب نہیں ہے نہ ہی سفر میں اور نہ ہی حضر  
میں اور یہ بات اجماع کے خلاف ہے اس کے نازل ہونے کے سبب کو  
حبانہ کی وجہ سے وہ حبان لے گا کہ یہ آیت سفر میں نوافل پڑنے کے بارے  
میں ہے یا اس کے بارے میں ہے جو تحری کر کے نماز پڑھے پھر اسے پتہ چلے کہ  
قبلہ اس طرف نہیں ہے

اس آیت کے بارے میں اور بھی اختلافات ہیں

هل للسبب تاثیر في تحديد الحكم:

سوال: کیا آیت کے سبب نزول کے حناص ہونے کی وجہ سے حکم بھی حناص ہوگا؟

جواب: اس بارے میں علماء اصول کے درمیان اختلاف جاری ہے اور وہ

اختلاف یہ ہے کہ جب ہم نے کسی آیت کے سبب نزول کو حبان جو حکم شرعی کے  
ساتھ متضمن ہے تو اب کیا وہ حکم اس واقع کے ساتھ حناص ہوگا جس بارے میں  
نازل ہوا یا اس کے علاوہ بھی جاری ہوگا اصولی اس کو اس طرح تعبیر کرتے ہیں کہ  
"کیا لفظ کے عموم کا اعتبار ہے یا سبب کے خصوص کا اعتبار ہے؟"

اس کا زیادہ مشہور اور اصح جواب یہ ہے کہ لفظ کے عموم کا اعتبار ہے تو حکم اس سبب کے علاوہ کو بھی شامل ہوگا جس سبب کی وجہ سے وہ حکم نازل ہوا اور بیشک آیات اسباب کے بارے میں نازل ہوئی اور علماء نے ان آیات کو اسباب کے علاوہ کی طرف بھی متعدی کیا ہے جیسے: آیت ظہار سلمہ بن صفر کے بارے میں نازل ہوئی، آیت لعان (سورۃ النور آیت 6 تا 9) حلال بن امیہ کے بارے میں نازل ہوئی، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے والوں میں متذنب کی حد لگانا پھر یہ حکم ان تمام کے علاوہ کی طرف بھی متعدی ہوا اور جو علماء لفظ کے عموم کا اعتبار نہیں کرتے وہ کہتے ہیں کہ یہ آیات اور ان جیسی دوسری آیات کسی دوسری دلیل کی وجہ سے نکل گئی ہیں

سوال: امام حلال الدین سیوطی لفظ کے عموم کے معتبر ہونے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

جواب: امام حلال الدین سیوطی فرماتے ہیں کہ "لفظ کے عموم کے معتبر ہونے پر دلائل میں سے ایک دلیل صحابہ کا واقعات میں استدلال کرنا ہے آیتوں کے عموم کے ساتھ وہ آیتیں جو خاص اسباب کے ساتھ نازل ہوئی یہی ان کے درمیان مشہور اور عام ہے

سوال: کسی حکم کے عموم کی اس آیت کی طرف نسبت کس وقت ہوگی؟

جواب: کسی حکم کے عموم کی اس آیت کی طرف نسبت اس وقت ہوگی جب لفظ عموم کا فائدہ دے گا اور اگر آیت معین سبب میں نازل ہوئی ہو اور



اس آیت کے لیے عموم کا حکم نہ ہو تو پھر وہ حکم اس سبب تک محدود رہے گا جیسا کہ اللہ پاک کا فرمان (وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى (17) الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّى)

یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق کے بارے میں نازل ہوئی ہے

اور جو یہ گمان کرے کہ یہ آیت عام ہیں ان تمام کے بارے میں جس نے

حضرت ابو بکر جیسا کام کیا تعداد پر جاری رکھتے ہوئے تو یہ غلط ہے کیونکہ

اس آیت میں عموم کا صیغہ نہیں کیونکہ الف لام اس وقت عموم کا فائدہ

دیتا ہے جب وہ اسم موصول ہو یا جمع کے صیغے میں معروف ہو اور علماء کی ایک

جماعت نے یہ زیادتی کی ہے کہ یا وہ مفرد ہو اس شرط پر کہ اس کے ساتھ عہد

نہ ہو اور (الاتقی) میں جو الف لام ہے یہ موصولہ نہیں ہے کیونکہ اجماعاً یہ اسم

تفضیل ہے اور اسم موصول اسم تفضیل کے ساتھ نہیں مل سکتا اور (الاتقی) جمع بھی نہیں

ہے بلکہ مفرد ہے اور اس کا عہد خصوصاً موجود ہے اور ساتھ ہی صیغہ افعَل (الاتقی

اسم تفضیل) تمیز کا اور مشارکت کے قطع کرنے کا فائدہ دے رہا ہے اسی وجہ سے

حکم کے عام ہونے والا قول باطل ہو گیا اور خصوصیت والا قطعی حکم معین ہو گیا اور قصر

(معہود) بھی معین ہو گیا جن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی یعنی صدیق اکبر

رضی اللہ عنہ

# فوائد تتعلق بأسباب النزول

## مصادر أسباب النزول:

سوال: آیتوں کے شان نزول کن چیزوں سے حاصل ہو گے ؟

جواب: آیتوں کے شان نزول روایت کے ساتھ اور سننے کے ساتھ حاصل ہو گے ان لوگوں سے سننا جنہوں نے مترآن پاک کی ان آیتوں کے اترنے کا مشاہدہ کیا اور جو آیتوں کے اسباب سے واقف تھے اور جنہوں نے ان اسباب کے بارے میں بحث کی ان کے علاوہ اس بات میں قول کرنا حرام ہے

سوال: بزرگان دین سے مترآن کے اسباب نزول کے بارے میں پوچھنے سے ان کا کیا طرز عمل ہوتا تھا؟

جواب: حضرت محمد بن سیرین فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبیدہ سے مترآن کی آیت کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: اللہ سے ڈرو، اور سیدھی بات کرو، وہ لوگ چلے گئے جو مترآن کے نازل ہونے کے بارے میں جانتے تھے اور وہ صحابہ ہی تھے جو مترآن کے اسباب نزول کو جانتے تھے اس معاملے میں وہی مرجع اول و آخر ہیں اور صحابہ ہی مترآن کو ایسے مترآن اور حالتوں کے ساتھ جانتے تھے جو احکام پر مشتمل ہوتے تھے

(مصنف فرماتے ہے) میں کہتا ہوں کہ صحابہ حضور ﷺ کے ساتھ رہنے کی وجہ سے اس چیز کو حبان لیتے تھے اور حضور ﷺ کی حالتوں کو حبانے کی وجہ سے اسباب نزول کو بھی حبان لیتے تھے اور وہ اس چیز کا بنفسہ مشاہدہ کرتے تھے

## ما معنی قول الصحابی:

سوال: صحابی کے اس قول (هذه الآية نزلت في كذا) کا کیا معنی ہے؟ اور کیا یہ قول مسند کے قائم مقام ہے؟ نیز یہ بھی بتائے کہ کیا یہ قول آیت کا سبب نزول بننے کا فائدہ دے گا؟

جواب: اس بارے میں علمائے کرام کا اختلاف ہے کہ یہ مسند کے قائم مقام ہو گا یا نہیں

- 1 امام بخاری نے اس قول کو مسند میں شمار کیا ہے
- 2 آپ کے علاوہ نے اس قول کو مسند میں شمار نہیں کیا اور اکثر مسانید بھی اسی اصطلاح پر ہے جیسا کہ مسند احمد وغیرہ لیکن اگر کسی صحابی نے پہلے سبب کو ذکر کیا ہو اور پھر آیت کو بیان کیا ہو تو پھر تمام علماء کے نزدیک یہ مسند میں شمار ہوگا

سوال: کیا کسی صحابی کا یہ قول (نزلت هذه الآية في كذا) اس آیت کا سبب نزول بننے کی صلاحیت رکھتا ہے؟ نیز اس بارے میں امام زرکشی کا قول بھی نقل کریں

جواب: امام زرکشی "برہان" نامی کتاب میں فرماتے ہیں کہ "صحابہ و تابعین کی یہ عادت تھی کہ جب ان میں سے کوئی بھی یہ (نزلت هذه الآية في كذا) کہتا تو اس سے ان کی مراد یہ ہوتی کہ یہ آیت اس حکم کو بھی شامل ہے نہ کہ یہ آیت کا سبب نزول ہے اس طرح کرنا آیت کے ذریعے حکم پر استدلال کرنے کی جنس سے ہے نہ کہ اس واقعے کے نقل کرنے کی جنس سے ہے

### آیۃ واحدۃ و اسباب متعدّدۃ:

سوال: اگر ایک آیت کے کئی اسباب جمع ہو جائے تو اب کیا کیا جائے گا؟  
جواب: بعض اوقات مفسرین کرام ایک آیت کے کئی اسباب نزول بیان کرتے ہیں پس جب ایک آیت کے کئی اسباب جمع ہو جائے اور اس کی صورت یہ ہو کہ ان میں سے ایک مفسر یہ کہے کہ (یہ آیت اس بارے میں نازل ہوئی) اور دوسرا مفسر یہ کہے کہ (اس بارے میں نازل ہوئی) اور دوسرا مفسر پہلی چیز کے علاوہ دوسری چیز کو ذکر کر کے سبب نزول کی وضاحت کیے بغیر تو اس سے اکثر طور پر تفسیر کا ارادہ کیا جاتا ہے نہ کہ سبب نزول کو ذکر کرنے کا اور جب لفظ ان دونوں مفسروں کے قولوں کو شامل ہو گا تو ان دونوں مفسرین کے درمیان کوئی منافات (اختلاف) نہیں ہوگا

اور اگر ایک مفسر اپنے اس قول سے سبب نزول کو تعبیر کرے کہ (یہ آیت اس بارے میں نازل ہوئی) اور دوسرا مفسر پہلے کی مخالفت کر دے اس کے خلاف سبب کو واضح

بیان کرنے کے ساتھ تو اب اسی (دوسرے) قول پر بھروسہ کیا جائے گا اور پہلے قول کو چھوڑ دیا جائے گا

مثلاً: امام بخاری نے ابن عمر سے روایت کیا ہے آپ نے فرمایا: یہ آیت (نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ) عورتوں کی طرف ان کے پچھلے مقام سے آنے کے بارے میں نازل ہوئی

اور امام مسلم نے حضرت حبار سے روایت کیا ہے آپ نے فرمایا: یہودی کہتے تھے کہ جو شخص عورت کے پاس اس کے پچھلے مقام سے آگے کی طرف آئے تو اس کے پاس بہنگا بچہ پیدا ہوگا

تو پھر اللہ پاک نے ان کے رد میں یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی (نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ) پس حدیث حبار ہی معتد (بھروسہ مند) ہے کیونکہ یہ نقل ہے اور ابن عمر کے قول کو چھوڑ دیا جائے گا

اور اگر ایک مفسر ایک سبب کو اور دوسرا مفسر دوسرے سبب کو ذکر کرے تو اب ان دونوں میں سے جس کی اسناد دوسرے کے مقابلے میں صحیح ہوگی اس کا قول معتد ہوگا

مثلاً: صحیحین (بخاری و مسلم) میں نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے کہ جب حضور ﷺ بیمار ہو گئے تو ایک رات یا دو راتیں قیام نہ کیا تو آپ کے پاس ایک عورت آئی اور کہنے لگی: اے محمد ﷺ! میں آپ کے شیطان کو نہیں دیکھتی مگر یہ کہ اس نے آپ کو چھوڑ دیا ہے تو اللہ پاک نے یہ آیات نازل فرمائی

(وَالضُّحَىٰ (1) وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ (2) مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ (3) )

اور امام طبرانی نے روایت کیا ہے کہ ایک کتورہ حضور ﷺ کے گھر میں داخل ہوا اور چارپائی کے نیچے سر گیا اس وجہ سے حضور ﷺ پر کوئی وحی نازل نہ ہوئی یہاں تک کہ جب لوگوں نے کتورے کے بارے میں جان لیا اور اس کو حضور ﷺ کے گھر سے نکال دیا تو حضرت جبرئیل اللہ پاک کا یہ قول لے کر نازل ہوئے (وَالضُّحَىٰ) امام ابن حجر عسقلانی "الفتح" نامی کتاب میں فرماتے ہیں حضرت جبرئیل کا دیر سے آنے والا واقعہ کتورے کی وجہ سے ہوتا یہ قول زیادہ مشہور ہے لیکن اس واقعے کا آیت کا سبب نزول بنا عنریب ہے کیونکہ اس روایت کی اسناد میں ایک شخص ایسا بھی ہے جو مشہور نہیں ہے تو معتمد (بھروسہ مند) روایت وہی ہے جو صحیحین میں ہے

سوال: کیا ایسا ممکن ہے کہ ایک آیت ہو اور اس کے اسباب متعدد (زیادہ) ہو مع مثال بیان کریں؟

جواب: جی ہاں! ایسا ممکن ہے کہ ایک آیت ہو اور اس کے اسباب متعدد (زیادہ) ہو اس کی مثال جیسا کہ حضور ﷺ حضرت حمزہ پر کھڑے ہوئے جب وہ شہید کر دیئے گئے اور ان کا مسئلہ کر دیا گیا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ ضرور میں حمزہ کے بدلے ستر لوگوں کا مسئلہ کروں گا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام سورۃ النحل کی آخری آیات لے کر حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے ان آیات میں سے یہ بھی ہے (وَإِنْ عَاَفَيْتُمْ فَعَفَا عَنِ الْمَثَلِ مَا عُوْفِيْتُمْ بِهِ) اس کو امام بیہقی اور امام بزار نے روایت کیا ہے

اور یہ آیت یومِ فتح کے دن بھی نازل ہوئی، جب اُحد کے دن انصار نے کہا: آج ہم جتنی تکلیف دیئے جائے گے ہم اس کی مثل ان پر زیادتی کرے گے  
اب ان دونوں کو جمع اس طرح کیا جائے گا پہلی دفعہ یہ آیت مکہ میں  
سورت کے ساتھ ہی نازل ہوئی اس لیے یہ سورت مکی ہے، پھر دوسری دفعہ اُحد  
میں نازل ہوئی اور تیسری مرتبہ فتح کے دن نازل ہوئی

## آیاتِ متفرقہ والسبب واحد:

سوال: کیا ایسا بھی ممکن ہے کہ سبب ایک ہو اور آیات متعدد (زیادہ) ہو مع  
مثال بیان کریں

جواب: جی ہاں! ایسا ممکن ہے کہ ایک سبب ہو اور سورتوں میں سے متعدد (زیادہ)  
آیات نازل ہوئی ہو اس کی مثال جیسا کہ حضرت ام سلمہ سے روایت ہے انہوں نے  
عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! میں ہجرت کے معاملے میں اللہ پاک  
کی طرف سے عورتوں کے بارے میں کوئی ذکر نہیں سنتی تو اللہ پاک نے یہ  
آیت نازل فرمائی (فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّمَّنْ ذَكَرَ آوَا نُثِیٰ .... اِلٰی آخِر  
سورۃ آل عمران)

اور حاکم نے بھی اسی طرح حضرت ام سلمہ سے روایت کیا ہے انہوں نے عرض  
کی یا رسول اللہ ﷺ! آپ مردوں کا ذکر کرتے ہیں عورتوں کا ذکر نہیں کرتے تو یہ آیت  
نازل ہوئی (اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ) اور یہ بھی نازل ہوئی (اِنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّمَّنْ ذَكَرَ آوَا نُثِیٰ --- اِلٰی  
آخِر آل عمران)



## ما انزل من القرآن على لسان بعض الصحابة:

سوال: کیا کبھی قرآن پاک بعض صحابہ کے قول کے موافق بھی نازل ہوا ہے؟  
جواب: جی ہاں! ایسا ہوا ہے لیکن یہ باب اصل میں موافقات عمر کے بارے میں ہے حضرت عمر معاملات میں سے کسی معاملے میں گفتگو فرماتے تو اسی وقت آپ کے قول کے موافق قرآن نازل ہو جاتا اور یہ بات آپ کے مشہور مناقب میں سے ہے جیسا کہ حدیث پاک میں آیا ہے کہ "اللہ پاک نے حق کو حضرت عمر کی زبان اور دل پر جاری کر دیا ہے"

سوال: حضرت عمر نے اپنے رب سے کتنی باتوں میں موافقت کی؟  
زبدۃ الاقتان کی روشنی میں بیان کریں

جواب: حضرت عمر نے فرمایا، میں نے اپنے رب سے تین باتوں میں موافقت کی ہے:

1 میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! اگر ہم مقام ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بنالے تو یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی (وَ اتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّیً)

2 میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! آپ کی ازواج مطہرات کے پاس نیک اور بد دونوں طرح کے لوگ آتے ہیں اگر آپ انہیں حکم دے کے وہ پردہ کرے تو آیت حجاب نازل ہوئی

حضور ﷺ کی عورتیں غیرت کے معاملے میں حضور ﷺ کے پاس جمع ہو گئی تو  
میں نے ان سے کہا: ان کا رب قریب ہے اگر وہ تمہیں طلاق دے دیں کہ انہیں  
تم سے بہتر بیویاں عطا کرے تو یہ اسی طرح نازل ہوئی

### ما تکرر نزولہ:

سوال: تکرار نزول کی چند صورتیں بیان کریں

جواب: علماء متقدمین اور مؤخرین نے مترآن پاک میں سے ان آیتوں کو ذکر کیا  
ہے جو بار بار نازل ہوئی اور اس کی حکمتوں میں سے یہ ہیں کہ اس سے وعظ و نصیحت مراد  
ہو، یہ بھی ہے کہ اس آیت کا تقاضہ کرنے والی چیز پائی جا رہی ہو، یہ بھی ہے  
کہ جس کے بارے میں وہ آیت نازل ہوئی اس کی زیادتی فضیلت کو ظاہر کرنا ہو  
اور بعض نے ان آیتوں کو ذکر کیا ہے

ان میں سے آیت روح ہے، سورہ فاتحہ ہے اور سورۃ الاخلاص ہے  
ہو سکتا ہے کہ بار بار نازل ہونا متراءت کے حرف کے اختلاف کے فائدے کے لیے ہو  
پس آیت مبارکہ ایک مرتبہ ایک حرف پر نازل ہوئی ہو اور دوسری  
مرتبہ اس حرف کے علاوہ حرف پر نازل ہوئی ہو، بعید نہیں ہے کہ سورہ  
فاتحہ ایک مرتبہ (ملک یوم الدین) کے حرف کے ساتھ نازل ہوئی ہو اور  
دوسری مرتبہ (ملک یوم الدین) کے حرف کے ساتھ نازل ہوئی ہو

## فی معرفۃ حفاظ و رواۃ

سوال: خذوا القرآن من اربعۃ----- میں اربعہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا: تم قرآن کو چار لوگوں سے لو حضرت عبداللہ بن مسعود سے، سالم سے، معاذ سے اور ابی بن کعب سے یعنی ان سے قرآن کی تعلیم حاصل کرو اور ان چار صحابہ میں سے پہلے دو مہاجر ہیں اور دوسرے دو انصار ہیں، حضرت سالم ابن معقل ہے اور حضرت حذیفہ کے غلام ہے، حضرت معاذ جبل کے بیٹے ہیں اور اس حدیث کے یہ معنی نہیں کہ صرف یہ صحابہ ہی حفاظ ہیں بلکہ ان کے علاوہ بھی تھے اور صحیح میں ہے کہ غزوۃ بدر معونہ میں جو صحابہ شہید کیے گئے وہ حفاظ تھے اور وہ ستر مرد تھے

اسی طرح حضرت قتادہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت انس بن مالک سے سوال کیا حضور ﷺ کے زمانے میں قرآن کا حافظ کون تھا؟ تو انہوں نے فرمایا: وہ انصار میں سے چار صحابہ تھے

1 ابی بن کعب 2 معاذ بن جبل 3 زید بن ثابت 4 ابو زید

میں نے عرض کیا: کون ابو زید؟ تو انہوں نے فرمایا: میرا ایک چچا

اسی طرح حضرت ثابت کے طریق سے حضرت انس سے روایت کیا گیا ہے انہوں نے فرمایا: جب حضور ﷺ نے وصال فرمایا تو ان چار سردوں کے علاوہ کوئی متر آن کا حافظ نہیں تھا

1 ابودرداء 2 معاذ بن جبل 3 زید بن ثابت 4 ابو زید

اس حدیث کی حضرت قتادہ کی حدیث سے دو صورتوں میں مخالفت ہیں

1 انہوں نے متر آن کے حافظ ہونے کو ان چار میں ہی محصر کر دیا ہے

2 انہوں نے ابی بن کعب کی جگہ ابودرداء کو ذکر کیا

اور ائمہ محدثین کی ایک جماعت نے اس روایت کا انکار کیا ہے

سوال: حدیث انس کے بارے میں امام مازری اور امام فخر طبری کے اقوال بیان کریں

جواب: امام مازری فرماتے ہیں کہ حضرت انس کے اس قول (لم یجمعہ لغيرهم) سے

یہ لازم نہیں آتا کہ حقیقت میں بھی ایسا ہی ہو کیونکہ چھپی ہوئی بات یہ ہے کہ

حضرت انس ان کے علاوہ حفاظ کو نہیں جانتے تھے وگرنہ انہوں نے کثیر

صحابہ ہونے کے باوجود ان چاروں کے ساتھ حفظ کا کیسے احاطہ کر لیا حالانکہ

صحابہ مختلف شہروں میں پھیل چکے تھے اور یہ بات اس وقت تک

مکمل نہیں ہو سکتی تھی کہ جب تک حضرت انس ان تمام صحابہ سے علیحدہ

علیحدہ ناسل لیتے اور وہ انہیں اس بات کی خبر نہ دے دیتے کہ میں نے

حضور علیہ السلام کے زمانے میں مکمل وتر آن پاک حفظ نہیں کیا تھا اور یہ بات عادتاً بعید ہے

اور یہاں مرجع وہی ہیں جو حضرت انس کے علم میں تھا حقیقت میں ایسا ہونا لازم نہیں ہے

پھر امام مازری فرماتے ہیں کہ: ملاحظہ میں سے ایک جماعت حضرت انس کے اس قول سے دلیل پکڑتی ہے بیشک ہم اس قول (ملاحظہ کے قول) کو تسلیم نہیں کرتے اور اگر ہم تسلیم کر بھی لے تو ہم غفیر (صحاب کی بڑی جماعت) میں سے ہر ایک کے وتر آن کو حفظ نہ کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہم غفیر نے وتر آن کو حفظ ہی نہ کیا ہو اور متواتر میں یہ شرط نہیں کہ ہر فرد نے مکمل حفظ کیا ہو بلکہ اگر تمام نے تمام کو حفظ کر لیا ہو اگرچہ تقسیم کر کے حفظ کیا ہو کافی ہے

امام طبری فرماتے ہیں کہ یمامہ کے دن ستر 70 فتراء شہید کیے گئے اور حضور کے زمانے میں بڑے معونہ میں بھی ستر 70 فتراء شہید کیے گئے

بیشک حضرت انس نے جو چار فترایوں کا ذکر کیا ہے ان کے ساتھ تعلق کے خاص ہونے کی وجہ سے کیا ہے ناکہ ان کے علاوہ کا ذکر یا یہ چار ہی آپ کے ذہن میں تھے ان کے علاوہ نہیں تھے

سوال: حدیث انس کے بارے میں متاضی ابو بکر باقلانی کے آٹھ جوابات تحریر کریں

جواب: متاضی ابو بکر باتلانی نے حدیث انس کے آٹھ طریقوں سے جواب دیئے ہیں  
اور وہ درج ذیل ہیں

1 اس حدیث کا کوئی مفہوم نہیں ہے اس لیے اس سے لازم نہیں آتا مگر یہ کہ ان  
کے علاوہ نے بھی حفظ کیا تھا

2 یہاں حفظ کرنے سے مراد وہ تمام صورتیں اور فتراء تیں ہیں جن پر مترآن نازل ہوا تھا اور  
وہ انہی چار کو حفظ تھی

3 یہاں حفظ کرنے سے مراد ان آیتوں کو بھی حفظ کرنا ہے جن کی بعد میں تلاوت منسوخ  
ہو گئی اور جن کی منسوخ نا ہوئی اور وہ انہی چار کو حفظ تھی

4 یہاں حفظ کرنے سے مراد حضور ﷺ کے منہ مبارک سے مترآن کو لینا ہے  
بغیر کسی واسطے کے اور وہ صرف انہی چار نے لیا برخلاف ان کے علاوہ کے  
اور احتمال یہ ہوتا ہے کہ بعض صحابہ نے واسطے سے مترآن لیا

5 یہ چار مترآن کی طرف مائل ہوئے اور اس کو پھیلانے اور سکھانے لگے اور  
یہ چاروں اس معاملے میں مشہور ہو گئے اور ان کے علاوہ کی حالت حضرت  
انس سے چھپی رہی تو حضرت انس نے حفظ مترآن کو اپنے علم کے مطابق محصور  
(گھیرے میں) کر دیا اور حقیقت میں اس طرح نہیں ہے

6 یہاں حفظ کرنے سے مراد لکھنا ہے اور اس جواب سے اس بات کی نفی نہیں  
ہو گی کہ ان کے علاوہ نے مترآن کو دل کی تختی پر حفظ کیا اور ان چار نے اس کو لکھ کر اور دل کی  
تختی پر حفظ کر کے جمع کیا

7 یہاں حفظ کرنے سے مراد یہ ہے کسی ایک صحابی نے بھی اس بات کی وضاحت نہیں کی کہ اس نے حفظ کر لیا ہے یہ اس معنی میں ہے کہ کسی نے بھی حضور ﷺ کے زمانے میں مکمل وتر آن کو حفظ کرنے کی وضاحت نہیں کی سوائے ان چاروں کے ان کے علاوہ نے اس کی وضاحت نہیں کی کیونکہ ان میں سے کسی ایک نے بھی وتر آن کو حضور علیہ السلام کی وفات سے پہلے یاد نہیں کیا تھا پس شاید آخری آیت کے وقت کوئی بھی حاضر نہ ہو سوائے ان چار کے

8 یہاں حفظ کرنے سے مراد اس کو سننا اور اطاعت کرنا ہے اور اس کے موجب پر عمل کرنا ہے اور امام احمد نے "الزہر" میں ایک روایت نقل کی ہے کہ ایک شخص حضرت ابو درداء کے پاس آیا اور عرض کیا: میرے بیٹے نے وتر آن کو حفظ کر لیا ہے تو ابو درداء نے دعا کی، اے اللہ! اس کی مغفرت فرما، بیشک وتر آن پاک کو وہی بندہ حفظ کرتا ہے جو اس کو سنتا ہے اور اس کی اطاعت کرتا ہے سوال: جنگ یمامہ اور بر معونہ کے موقع پر کتنے فتراء شہید ہوئے؟

جواب: یمامہ کے دن ستر 70 فتراء شہید کیے گئے اور بر معونہ میں بھی ستر 70 فتراء شہید کیے گئے

سوال: علامہ ابن حجر عسقلانی نے فتاویٰ ابو بکر بافتلانی کے جوابات کے بارے میں کیا فرمایا اور حدیث انس کا کیا جواب دیا؟

جواب: علامہ ابن حجر عسقلانی نے فرمایا ان جوابات میں تکلف ہیں اور آخری جواب میں بالخصوص تکلف ہے پھر فرمایا کہ میرے لیے ایک دوسرا احتمال

ظاہر ہوا ہے کہ حضرت انس کے اس قول سے قبیلہ حنزر ج کے لیے حفظ کو ثابت کرنا مراد ہے نہ کہ قبیلہ اوس کے لیے یہ بات اس قول کے منافی نہیں کہ ان دونوں قبیلوں کے علاوہ مہاجرین نے حفظ کیا ہے، کیونکہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دفعہ قبیلہ حنزر ج اور قبیلہ اوس والے آپس میں باہم فخر کر رہے تھے، اوس نے کہا: ہم میں سے ایسے چار اشخاص ہیں جن میں سے ایک کے لیے عرش جھوموا وہ سعد بن معاذ ہے، ایک وہ جن کی ایک گواہی دو مردوں کی گواہی کے برابر ہے وہ حنزیہ بن ثابت ہے، ایک وہ جن کو فرشتوں نے غسل دیا وہ حنظلہ بن ابوعامر، ایک وہ جن کی بھڑوں نے حفاظت کی، وہ عاصم بن ثابت ہے

حنزر ج والوں نے کہا، ہم میں سے ایسے چار ہیں کہ جن کے علاوہ نے قرآن کو حفظ نہیں کیا علامہ ابن حجر نے فرمایا: اکثر احادیث سے ظاہر ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق حضور ﷺ کی زندگی میں قرآن کو حفظ کرتے جیسا کہ صحیح میں ہے آپ نے اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنائی تھی اور اس میں قرآن پڑھتے تھے اور وہ اتنا قرآن پڑھتے تھے جتنا نازل ہو چکا ہوتا تھا علامہ ابن حجر عسقلانی نے فرمایا: یہ بات ایسی ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں حضرت ابو بکر کی حضور ﷺ سے بہت زیادہ دل لگی کی وجہ سے اس وقت جب یہ دونوں مکہ میں تھے اور زیادہ وقت ایک دوسرے کے ساتھ ہی رہتے تھے یہاں تک کہ حضرت عائشہ فرماتی ہے: حضور ﷺ صبح و شام کثرت کے ساتھ ہمارے گھر آتے تھے



اور دوسرا یہ صحیح حدیث ہے کہ "قوم کی امامت وہ کرے جو کتاب اللہ کا زیادہ فتاری ہو اور نبی کریم نے اپنی بیماری کے ایام میں آپ کو مہاجرین اور انصار کا امام بنایا پس یہ روایت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آپ صحابہ میں سے سب سے بڑے فتاری تھے

سوال: ابو عبیدہ کی کتاب "القرءات" کے مطابق حضور ﷺ کے فتراء صحابہ کے نام تحریر کریں

جواب: حضرت ابو عبیدہ نے کتاب "القرءات" میں حضور ﷺ کے ان مہاجرین و فتراء صحابہ کے ناموں کو شمار کیا ہے:

خلفاء اربعہ (خلفاء راشدین)، طلحہ، سعد، ابن مسعود، حذیفہ، سالم، ابو ہریرہ، عبد اللہ بن سائب، عبادلہ (عبد اللہ بن عمر، عبد اللہ بن عمرو بن عاص، عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن زبیر) عائشہ، حفصہ اور ام سلمہ اور انصار میں سے ان کے نام شمار کیے ہیں:

عبادہ بن صامت، معاذ بن کثیر، ابو حلیمہ رکھی گئی تھی، مجمع بن حباریہ، فضالہ بن عبید، مسلمہ بن مخلد

سوال: جو صحابہ فتراء کو پڑھانے کے بارے میں زیادہ مشہور تھے وہ کتنے اور کون کونسے تھے؟

جواب: جو صحابہ فتراء کو پڑھانے کے بارے میں زیادہ مشہور تھے وہ یہ سات ہیں

1 عثمان 2 علی 3 ابی بن کعب 4 زید بن ثابت

5 ابن مسعود 6 ابو درداء 7 ابو موسیٰ اشعری

اسی طرح امام ذہبی نے بھی ان کو ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے کہ صحابہ کی ایک

جماعت نے حضرت ابی بن کعب سے پڑھا ان میں سے یہ بھی ہیں

ابو ہریرہ ابن عباس عبداللہ بن سائب

اور اسی طرح ابن عباس نے حضرت زید سے بھی پڑھا ہے

ان ساتوں و تار یوں سے تابعین کی کثیر جماعت نے پڑھا

بہر حال مدینے میں یہ و تاری تھے

ابن مسیب، عروہ، سالم، عمر بن عبدالعزیز، سلیمان اور عطاء نے

یہ دونوں یار کے بیٹے تھے، معاذ بن حارث المعروف معاذ و تاری، عبدالرحمن

بن ہر منزالا عرج، ابن شہاب زہری، مسلم بن جندب، زید بن اسلم

اور مکہ میں یہ و تاری تھے

عبید بن عمیر، عطاء بن ابی رباح، طاوس، محابد، عکرمہ اور ابن ملیکہ

اور کوفہ میں یہ و تاری تھے

علقمہ، اسود، مسروق، عبید، عمرو بن شرحبیل، حارث بن قیس، ربیع بن

خثیم، عمرو بن میمون، ابو عبدالرحمن سلمیٰ، زبیر بن جیش، عبید بن فضیلہ، سعید بن جبیر،

نخعی، اور شعبی

اور بصرہ میں یہ فتاری تھے

ابو عالیہ، ابورحباء، نصر بن عاصم، یحییٰ بن یعر، حسن، ابن سیرین، قتادہ

اور شام میں یہ فتاری تھے

مغیرہ بن ابی شہاب مخزومی حضرت عثمان کے شاگرد، خلیفہ بن سعد

ابودرداء کے شاگرد

پھر ایک قوم قائم ہوئی جنہوں نے فتراءت کو ضبط کرنے کا کامل اہتمام کیا

یہاں تک کہ وہ ایسے امام ہو گئے جن کی اقتداء کی جاتی تھی اور ان کی طرف سفر کیا

جاتا تھا

بہر حال مدینہ میں امام یہ تھے

ابوجعفر یزید بن عقیق، شیبہ بن نصح، نافع بن ابونعیم

اور مکہ میں امام یہ تھے

عبداللہ بن کثیر، حمید بن قیس الاعرج، محمد بن ابی محیصن

اور کوفہ میں یہ امام تھے

یحییٰ بن وثاب، عاصم بن ابی النجود، سلیمان الاعمش، حمزہ اور کائی

اور بصرہ میں یہ امام تھے

عبداللہ بن ابواسحاق، عیسیٰ بن عمر، ابوعمر بن علاء، عاصم جحدری اور

یعقوب حضرمی

اور شام میں یہ امام تھے

عبداللہ بن عامر، عطیہ بن قیس کلابی، اسماعیل بن عبداللہ بن

مہاجر، یحییٰ بن حارث زمار، شریح بن یزید حضرمی

سوال: علم فرائض میں کتنے اور کون کون سے امام مشہور ہوئے؟

جواب: علم فرائض میں یہ سات امام مشہور ہوئے

1 حضرت نافع:

انہوں نے ستر تابعین سے علم فرائض حاصل کیا ان میں میں

سے سے ابو جعفر بھی ہے

2 حضرت ابن کثیر:

انہوں نے حضرت عبداللہ بن سائب صحابی سے علم فرائض

حاصل کیا

3 ابو عمرو:

انہوں نے تابعین سے علم فرائض حاصل کیا

4 ابن عامر:

انہوں نے حضرت ابودرداء اور حضرت عثمان کے شاگردوں سے علم

فرائض حاصل کیا

5 عاصم:

انہوں نے تابعین سے علم فرائض حاصل کیا

6 حمزہ:

انہوں نے عاصم سے، الاعمش سے، سبعی سے، منصور بن معتمر وغیرہ سے علم  
فتراء حاصل کیا

7 کائی:

انہوں نے حمزہ سے اور ابو بکر بن عیاش سے علم فتراء حاصل کیا  
پھر یہ فتراء تیں ہر طرف پھیل گئی اور ایک کے بعد ایک گروہ میں امام  
متفرق ہو گئے

سوال: ان ساتوں اماموں کی فتراء توں کو کس کس نے روایت کیا ہے ؟  
جواب: ان ساتوں اماموں میں سے ہر ایک کی فتراءت دوراویوں کے روایت کرنے  
کے ساتھ مشہور ہوئی ہیں  
1 حضرت نافع:

ان کی فتراءت کو قتالون اور ورش نے انہی سے روایت کیا

2 ابن کثیر:

ان کی فتراءت کو قنبل اور بزی نے ان کے شاگردوں سے روایت کیا

3 ابو عمرو:

ان کی فتراءت کو دوری اور سوسی نے انہی سے روایت کیا

4 ابن عامر:

ان کی فتراءت کو ہشام اور ابن ذکوان نے ان کے شاگردوں سے روایت کیا

5 عاصم:

ان کی فتراءت کو ابو بکر بن عیاش اور حفص نے انہی سے روایت کیا

6 حمزہ:

ان کی فتراءت کو خلف اور خلاد نے سلیم سے روایت کیا

7 کائی:

ان کی فتراءت کو دوری اور ابو حارث نے روایت کیا

سوال: جب فتراءتوں کے اختلاف زیادہ ہو گئے اور فتریب ہتا کہ باطل حق کے ساتھ مل جاتا تو اس وقت علماء نے کیا کیا؟

جواب: جب فتراءتوں کے اختلاف زیادہ ہوئے اور فتریب ہتا کہ باطل حق کے ساتھ مل جاتا تو پھر ماہر علماء کھڑے ہوئے اور انہوں نے کوشش کی، حروف و فتراءتوں کو جمع کیا، صورتوں اور روایتوں کو واضح کیا، صحیح و مشہور اور شاذ کو ممتاز کیا ایسے اصولوں کے ساتھ جن کو انہوں نے اصل بنایا اور ایسے ارکان کے ساتھ جن کو انہوں نے فصل بنایا

سوال: فتراءت کے بارے میں سب سے پہلے کس نے لکھا ہے؟

جواب: فتراءت کے بارے میں سب سے پہلے ابو عبیدہ قاسم بن سلام نے لکھا، پھر احمد بن جبیر کوفی نے لکھا، پھر اسماعیل بن اسحاق مالکی نے لکھا جو قتالون کے شاگرد ہے، پھر ابو جعفر بن حبریر الطبری نے لکھا، پھر ابو بکر محمد بن احمد بن عمر الداجونی نے لکھا، پھر ابو بکر بن مہابد نے لکھا پھر ان کے زمانے میں

لوگ کھڑے ہوئے اور ان کے بعد متراءت کی اقام کو تالیف کیا، ایک ساتھ  
بھی اور علیحدہ علیحدہ بھی، مختصر بھی اور طویل بھی اور متراءت کے امام اتنے ہیں جن کو شمار  
نہیں کیا جاسکتا

ان کے طبقات کو حافظ الاسلام ابو عبد اللہ ذہبی نے تصنیف کیا پھر حافظ  
القراءات ابو خیر بن حبزری نے تصنیف کیا

## معرفۃ المتواتر والمشہور والآحاد والشاذ والموضوع والمدرج

سوال: فتراءت کن چیزوں کی طرف تقسیم ہوتی ہے؟

جواب: فتراءت متواتر، آحاد اور شاذ کی طرف تقسیم ہوتی ہے

سوال: فتراءت صحیحہ کے بارے میں سب سے اچھا کلام کس نے کیا ہے؟

جواب: فتراءت صحیحہ کے بارے میں سب سے اچھا کلام امام القراء امام سیوطی

کے استادوں کے استاد ابو الخیر بن حبزری نے اپنی کتاب "النشر" میں کیا ہے

سوال: امام ابو الخیر بن حبزری نے فتراءت صحیحہ کی کتنی اور کون کونسی شرائط

بیان کی ہے مع حکم بیان کریں

جواب: امام ابو الخیر بن حبزری نے فتراءت صحیحہ کی تین شرائط بیان کی ہیں اور وہ

یہ ہیں

1 ہر وہ فتراءت جو عربی کے موافق ہو اگر چہ کسی بھی وجہ سے ہو

2 وہ فتراءت مصاحف عثمانیہ میں سے کسی ایک کے موافق ہو اگر چہ احتمال

بھی رکھتی ہو

3 اس فتراءت کی سند صحیح ہو

☆ ایسی فتراءت فتراءت صحیحہ ہے

فتراءت صحیحہ کا حکم:

فتراءت صحیحہ کا رد کرنا جائز نہیں ہے اور اس کا انکار کرنا بھی حلال نہیں ہے بلکہ

یہ فتراءت ان سات حروف میں سے ہے جن کے ساتھ فتراءت نازل ہوا



ہے اور لوگوں پر اس کو مقبول کرنا واجب ہے برابر ہے کہ وہ آئمہ سبعہ سے آئی ہو یا آئمہ عشرہ سے آئی ہو یا ان کے علاوہ مقبول آئمہ سے آئی ہو

اور جس فترت میں ان تینوں ارکان میں سے کوئی ایک رکن بھی مفقود ہو تو اس فترت پر فترت ضعیفہ یا شاذہ یا باطلہ کا اطلاق کیا جائے گا برابر ہے کہ وہ فترت امام سبعہ سے آئی ہو یا ان سے بڑے آئمہ سے آئی ہو یہی فترت سلف و خلف (پہلے اور بعد) کے متحقق آئمہ کے نزدیک صحیح ہے

سوال: علامہ ابن حبزری نے (ولو بوجہ) کے فتاعدے سے کیا ارادہ کیا ہے ؟

جواب: علامہ ابن حبزری فرماتے ہیں کہ ہم نے (ولو بوجہ) والے فتاعدے سے وجوہ نحو کا ارادہ کیا ہے برابر ہے کہ وہ فترت بہت زیادہ فصیح ہو یا کم فصیح ہو، اس پر سارے نحویوں کا اتفاق ہو یا بعض کا اس میں اختلاف ہو اور وہ اختلاف اس کی مثل کو نقصان نہ پہنچاتا ہو

جب یہ فترت اُس میں سے ہو جو مشہور اور عام ہے، اور آئمہ نے اس کو صحیح اسناد کے ساتھ لیا ہو یہی شرط سب سے بڑی اصل ہے اور سب سے مضبوط رکن ہے

اور کتنی ہی ایسی فترتیں ہیں جن کا بعض یا اکثر نحویوں نے انکار کیا ہے لیکن ان کا انکار معتبر نہیں ہے جیسا کہ حرف کو ساکن کرنا: (بَارِئٌ) اور (يَاْمُرُكُمْ) میں، اور کسرہ دینا (وَالْاَرْحَامِ) میں

سوال: علامہ ابن حبزری نے کسی ایک مصاحف کی موافقت سے کیا مراد لیا؟

جواب: علامہ ابن حبزری فرماتے ہیں کہ "مصاحف میں سے کسی ایک مصحف سے موافقت کے معنی یہ ہے کہ وہ بعض میں ثابت ہو بعض میں ثابت نہ ہو جیسا کہ ابن عامر کی فتراءت (قَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا) سورۃ بقرہ میں بغیر واو کے ہے اور (وَبِالْزُّبُرِ وَالْکُتُبِ) ان دونوں میں باء کو ثابت کرنے کے ساتھ ہے یہ مصحف شامی میں ثابت ہے اور ابن کثیر کی فتراءت (تَجَرَّيْنِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ) سورۃ براءۃ کے آخر میں (من) کی زیادتی کے ساتھ ہے اور یہ مصحف مکی میں ثابت ہے اور اگر وہ فتراءت مصاحف عثمانیہ میں سے کسی ایک میں بھی ثابت نہ ہو تو وہ فتراءت شاذ ہے اس فتراءت کے رسم الخط (لکھنے کے طریقہ کار) کے مخالف ہونے کی وجہ سے

سوال: علامہ ابن حبزری نے (صحیح سندھا) کی قید سے کیا مراد لیا ہے؟

جواب: علامہ ابن حبزری نے فرمایا کہ ہمارے اس قول (صحیح سندھا) سے مراد یہ ہے کہ اس فتراءت کو روایت کرنے والا عادل و ضابط ہو اسی کی مثل یہاں تک کہ سند کی انتہا ہو جائے اور ساتھ ہی وہ فتراءت آئمہ القراءات کے نزدیک مشہور ہو وہ اس کو عنایتاً یا شاذ میں شمار نہ کرتے ہو

امام ابن حبزری نے اس فصل کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا، جس سے یہ واضح ہے واضح ہو گیا کی فتراءت کی کئی اقسام ہیں

سوال: فتراءت کی کتنی اور کونسی اقسام ہیں تعریفوں کے ساتھ بیان کریں

جواب: زبدۃ الأقتان میں فتراءت کی چھ اقسام بیان کی گئی ہیں:

- |          |         |        |
|----------|---------|--------|
| 1 متواتر | 2 مشہور | 3 آحاد |
| 4 شاذ    | 5 موضوع | 6 مدرج |

**متواتر:**

وہ فتراءت جس کو نقل کرنے والی ایسی جماعت ہو جس کا جھوٹ پر متفق (اکٹھا) ہونا محال ہو اور انہی کی مثل سے اس فتراءت کی سند کی انتہا ہو جائے اور اکثر فتراءتیں اسی طرح کی ہیں

**مشہور:**

وہ فتراءت جس کی سند صحیح ہو لیکن متواتر کے درجے کو ناپہنچی ہو وہ فتراءت عربی رسم الخط کے موافق ہو، وہ فتراءت فتراء کے نزدیک مشہور ہو، فتراء نے اس کو عنلط اور شاذ میں شمار ناکیا ہو، اس فتراءت کی تلاوت ان شرطوں پر کی جاتی ہو جن کو ابن حبزری نے ذکر کیا ہے

مثلاً: سات فتریوں سے اس فتراءت کی سند مختلف ہو جائے اور اس کو بعض نے بعض سے روایت کیا ہو بعض سے ناکیا ہو اس کی کشیر مثالیں فتراءت کی کتابوں میں حروف کی تفصیل میں ہیں اور جو کتابیں اس بارے میں مشہور ہے ان میں سے امام دانی کی "التیسر" ہے، امام شاطبی کا "قصیدہ شاطبی واوعبہ" ہے، اور امام ابن حبزری کی کتاب "النشر فی القراءات العشر" اور "تقریب النشر" ہے

## آحاد:

وہ متراءت جس کی سند صحیح ہو لیکن وہ متراءت رسم الخط یا عربی کے مخالف ہو یا وہ متراءت متراءت مشہورہ کی طرح مشہور نہ ہو

مثلاً: امام ترمذی کی جامع (سنن ترمذی) اور امام حاکم کی مستدرک میں اس باب کو ذکر کیا گیا ہے اور اس میں کثیر صحیح الاسناد اشیاء کو روایت کیا گیا ہے اس میں سے ایک مثال جو حاکم نے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس طرح پڑھا (مُتَكِلِينَ عَلَى رَفَافٍ خُضِرٍ وَ عَبَاقِرِي حِسانٍ)

حضرت ابو ہریرہ کی روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے اس طرح پڑھا (فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَاتٍ أُعْيِنَ)

اور ابن عباس سے روایت ہے حضور ﷺ نے اس طرح پڑھا (لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ) فناء کے فتح کے ساتھ اور حضرت عائشہ سے روایت ہے حضور ﷺ نے اس طرح پڑھا (فَرُوحٌ وَرِيحَانٌ) راء کے ضم کے ساتھ

## شاذ:

وہ متراءت جس کی سند صحیح نہ ہو اس موضوع پر کتابیں لکھی گئی ہیں

جیسے (مَلِكُ يَوْمِ الدِّينِ) صیغہ ماضی اور یوم کے نصب کے ساتھ اور (إِنَّا كَا بُعْبُدُ)

## موضوع

فترات کی پانچویں قسم موضوع ہے جیسا کہ فترات حنزاعی

مدرج:

فترات کی چھٹی قسم حدیث کی قسم "مدرج" کے مشابہ ہے اور یہ وہ

فترات ہے جس فترات میں تفسیر کی وجہ سے زیادتی کی گئی ہو

جیسا کہ فترات سعد بن ابی وقاص: (وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ مِّنْ أُمِّ) اس کو سعید بن منصور نے

روایت کیا ہے

اور فترات ابن عباس: (لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّنْ رَبِّكُمْ فِي مَوَاسِمِ الْحَجِّ) اس کو امام

بخاری نے روایت کیا

اور فترات ابن زبیر: (وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ آئَةٌ يُّدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

وَيُسْتَعِينُونَ بِاللَّهِ عَلَى مَا أَصَابَهُمْ) حضرت عمر فرماتے ہیں میں نہیں جانتا کہ کیا

یہ فترات ہے یا تفسیر؟

اور حسن سے روایت ہے کہ وہ اس طرح پڑھتے تھے (وَأِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا أَلَوْ رُودُ الدُّخُولِ)

ابن انباری فرماتے ہیں کہ حسن کا یہ قول (أَلَوْ رُودُ الدُّخُولِ) یہ حسن کی طرف سے

"ورود" کا معنی ہے

اور اس میں بعض راویوں نے یہ غلطی کی کہ اس کو فتران کے ساتھ ملا دیا

# تنبیحات

## التنبیه الاول:

سوال: حضرت ابن مسعود کے بارے میں جو کہا جاتا ہے کہ یہ سورۃ فاتحہ اور معوذتین کے فتر آن سے ہونے کا انکار کرتے ہے اس کے بارے میں علماء کا کیا موقف ہے ؟

جواب: یہ بات مشکل ہے کہ انہوں نے ان سورتوں کا انکار کیا ہو اور یہ بات ہی مشکل امر ہے کیونکہ اگر ہم کہے کہ یہ نقل متواتر ہے اور یہ صحابہ کے زمانے میں بھی تھی تو یہ تینوں تو پھر فتر آن سے ہو جائے گی اور ان کا انکار کفر کو واجب کرے گا اور اگر ہم کہے کہ یہ صحابہ کے زمانے میں حاصل نہیں ہوئی تو اس سے فتر آن کا اصل میں متواترنا ہونا لازم آئے گا امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں کہ ظن غالب یہ ہے کہ یہ نقل ابن مسعود سے نقل باطل ہے اسی کے ذریعے اس عقیدے سے چھٹکارا حاصل ہو سکتا ہے

فتاویٰ ابو بکر باقری فرماتے ہیں کہ یہ ان سے صحیح نہیں ہے کہ یہ فتر آن سے نہیں ہے اور نا ہی یہ محفوظ کی گئی ہے انہوں نے ان کو بیان کیا اور ان کو اپنے مصحف سے ساقط کیا ان کی کتابت کے انکار کی وجہ سے نہ کہ فتر آن میں سے ہونے سے کیونکہ یہ ان کے نزدیک حدیث ہے اس لیے کہ وہ مصحف نہیں لکھتے تھے مگر وہی جس کے فتر آن

کے ثابت ہونے کا حضور ﷺ حکم دیتے تھے آپ نے حضور کو یہ لکھتے ہوئے نہیں پایا نا ہی کسی کو حکم دیتے ہوئے سنا اسی لیے انہیں اپنے مصحف میں نا لکھا

امام نووی فرماتے ہے ابن مسعود سے جو نقل کیا گیا وہ باطل ہے صحیح نہیں ہے

علامہ ابن حجر فرماتے ہے (ابن مسعود کے انکار والی روایت کو صحیح و مترادینے کے بعد) توجو یہ قول کہ اس نے آپ پر جھوٹ باندھا اس کا یہ قول مردود ہے

روایات صحیحہ میں بغیر سند کے طعن کرنا مقبول نہیں کیا جاتا بلکہ روایات صحیحہ تاویل کا احتمال رکھتی ہے اور ابن قتیبہ فرماتے ہے ہو سکتا ہے کہ ابن مسعود نے یہ گمان کیا ہو کہ معوذتین قرآن میں سے نہیں ہے کیونکہ انہوں نے حضور ﷺ کو ان سورتوں کے ذریعے حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو دم کرتے ہوئے دیکھا اور ان کا گمان پختہ ہو گیا ہم یہ نہیں کہتے کہ وہ یہاں درست تھے اور مہاجرین و انصار خطا پر تھے

## التنبیہ الشانی:

سوال: حضور ﷺ کے اس قول سے کیا مراد ہے (إِنَّ الْقُرْآنَ أَنْزَلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرَفٍ)؟

جواب: حضور ﷺ کے اس قول میں حرف سے مراد صورتیں ہیں کیونکہ قرآن اس حیثیت سے نازل ہوا کہ ایک لفظ کے ادا کی صورتوں کا اختلاف سات صورتوں سے تجاوز نہیں کرتا

## التنبیه الثالث:

سوال: حضور ﷺ کے قول "سات حروف" سے یہ سات متراء تیں گمان کرنا کیسا؟

جواب: مکی منر ماتے ہے: جو ایسا گمان کرے وہ بہت بڑی غلطی پر ہے اور منر ماتے ہے اس سے یہ بھی لازم آئے گا ان سات متراء کی متراء توں کے علاوہ جو متراء تیں خط مصحف کے موافق ہے وہ متراء آن سے نہیں یہ بہت بڑی غلطی ہے ان ساتوں پر اقتصار کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ان سے بلند رتبہ متراء بھی تھے اور ان کی مشل بھی اور شروع میں بہت زیادہ متراء تیں تھی اقتصار کی وجہ یہ بنی کہ جب لوگوں کی ہمتیں کمزور ہو گئی تو انہوں نے ان مصاحف پر اقتصار کر لیا جو متراء آن کے موافق تھی اور اس کا یاد کرنا آسان تھا تو انہوں نے ان متراء توں کو دیکھا جو ثقہ اور امانت میں مشہور ہو تو انہوں نے ہر شہر کا ایک امام منتخب کیا لیکن ساتھ ہی دوسرے اماموں کی متراء توں کو ناچھوڑا جیسے متراء ت یعقوب اور ابو جعفر

سوال: متراء ت سبعة میں سے سب سے صحیح ترین متراء ت کونسی ہیں؟

جواب: سند کے اعتبار سے متراء ت سبعة میں سے سب سے صحیح ترین متراء ت نافع اور عاصم کی ہے اور فصاحت کے اعتبار سے سب سے صحیح ترین متراء ت ابو عمرو اور کائی کی ہے



سوال: جو فرائض مشہورہ سات فرائضوں سے خارج ہیں ان کی کتنی اقسام ہیں؟

جواب: جو فرائض مشہورہ سات فرائضوں سے خارج ہیں ان کی دو اقسام ہیں

1 ایک وہ جو رسم القرآن کے مخالف ہو اس فرائض کی نماز میں اور نماز کے علاوہ میں تلاوت کے ناجائز ہونے میں کوئی شک نہیں ہے

2 دوسری وہ جو ناہی رسم القرآن کے مخالف ہو اور ناہی وہ فرائض مشہورہ ہو یہ فرائض ایسی عنریب سند سے وارد ہوتی ہے جس پر بھروسہ نہیں کیا جاتا اور اس فرائض سے بھی روکنا ظاہر ہے

اور ایک فرائض وہ بھی ہے جو اس علم کے (نئے اور پرانے) اماموں کے نزدیک مشہور ہو تو یہ اس سے منع کرنے کی صورت نہیں ہے اسی میں سے فرائض یعقوب ہے

## التنبیہ الرابع:

سوال: کیا فرائض کے بدلنے کی وجہ سے احکام بھی بدل جاتے ہیں مثال دیکر واضح کریں

جواب: جی ہاں! فرائض کے بدلنے سے احکام بھی بدل جاتے ہیں اسی وجہ سے فقہاء نے چھوئے ہوئے سے وضو کے ٹوٹنے یا ناٹوٹنے کو (لمستم) میں فرائض کے اختلاف پر

محمول کیا ہے اور حائضہ عورت سے انقاع خون کے بعد غسل کے بغیر جماع کے جائز ہونے یا نا ہونے کو (یطہرن) کی فتراءت پر محمول کیا ہے

## کیفیتہ تحملہ:

سوال: فتراءن کریم کے تحمل (حاصل کرنے اور لینے) کی کتنی اور کون کونسی صورتیں ہیں؟ بیان کریں

جواب: فتراءن کریم کے تحمل (حاصل کرنے اور لینے) کی دو صورتیں ہیں:

1 شیخ کو پڑھ کر سننا

2 شیخ کے لفظوں کو سننا

بہر حال شیخ کو پڑھ کر سننے والا طریقہ ہی استعمال شدہ ہے اور شیخ کے لفظوں کو سننے والا طریقہ یہ بھی استعمال شدہ ہونے کا احتمال رکھتا ہے کیونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضور ﷺ سے فتراءن اسی طرح حاصل کیا لیکن فتراء میں سے کسی ایک نے بھی اس طرح فتراءن نہیں لیا اور اس سے روکنا بھی ظاہر ہے کیونکہ یہاں مقصود ادائیگی کی کیفیت ہے اور صرف شیخ کے لفظ سننے سے وہ اس کی طرح ادائیگی پر تادار نہیں ہوگا برخلاف حدیث کے کیونکہ حدیث میں مقصود معنی یا لفظ ہوتے ہیں نہ کہ معتبر ہتھیلی جیسا کہ فتراءن کے ادا کرنے میں معتبر ہوتی ہے اور بہر حال صحابہ وہ تو فصیح اور عقل سلیم رکھنے والے تھے وہ اس کی ادائیگی پر تادار تھے جیسا کہ حضور ﷺ سے سنتے تھے فتراءن کے ان کی لغت پر نازل ہونے کی وجہ سے

# کیفیات القراءۃ

سوال: فتراءت كے كتنے اور كون كونسے طریقے ہیں؟ مع تعریفات بیان کریں

جواب: فتراءت كے تین طریقے ہیں

3 تدویر

2 حدر

1 تحقیق

## تحقیق کی تعریف:

تحقیق یہ ہے کہ مد کے، اشباع حمزہ کی تحقیق، حرکات کا پوری طرح ادا کرنا، اظہار اور تشدیدوں کی ادائیگی میں پورا اعتماد ہونا، حروف کو واضح طور پر ایک دوسرے سے الگ الگ کرنا، بعض حروف سکتہ و ترتیل وغیرہ میں بعض سے جداگانہ طور پر مخرج سے نکالنا (وعلى هذا القياس)

## حدر کی تعریف:

حدر ایسی فتراءت کو کہتے ہیں جو تیزی سے پڑھی جائے اور اس میں روانی ہو اور اس کے اندر قصر، اختلاس، ادغام، بدل، کبیر، تخفیف، حمزہ وغیرہ امور میں جو صحیح سے ثابت ہے جلدی کی جاتی ہے یہ نہیں کہ حروف مد کی کشش چھوڑ دے یا حرکات کا اکثر حصہ ظاہر کرنے سے گول کر جائیں کہ جس سے فتراءت کا حلیہ بدل جائے

## تدویر کی تعریف:

تحقیق اور حدر کے درمیان توسط کرنے کا نام تدویر ہے

## التجويد:

سوال: فتر آن پاک کو تجوید سے پڑھنے کے بارے میں وضاحت کریں؟

جواب: تجوید فتراءت کا زیور ہے تجوید سے مراد حروف کو ان کے حقوق اور ترتیب دینا ہے اور حروف کو ان کے مخارج اور اصل کی طرف لوٹانا ہے اور ہر حرف کو بغیر تکلیف کے ادا کرنا ہے

حضور ﷺ نے اپنے فرمان میں اسی بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ جو شخص یہ پسند کرتا ہو کہ فتر آن کی بلکل اسی طرح تلاوت کرے جیسے نازل ہوا ہے اسے ابن ام عبد کی فتراءت کے مطابق پڑھے

## فصل: فی کیفیت الآخذ بالمراد القراءات وجمعها

سوال: فتراءت کو جمع کر کے اکٹھا پڑھنے کے بارے میں فتاریوں کے کتنے اور کون سے طریقے ہیں؟

جواب: فتراءت کو جمع کر کے اکٹھا پڑھنے کے بارے میں فتاریوں کے دو طریقے ہیں  
1 حروف کو جمع کیا جائے:

آدمی تلاوت شروع کرے جب وہ کوئی ایسا کلمہ پڑھے جس کی ادائیگی میں اختلاف پایا جاتا ہو تو صرف اس ایک لفظ کو دہرائے اور اس میں تمام طرح کی فتراءات کی ادائیگی کرے پھر اس پر وقف کیا جا سکے تو وقف کرے وگرنہ ملا کر پڑھے

2 وقف کے ساتھ جمع کرے:

یعنی پہلے شروع سے فرائض کر کے وقف کے مقام تک پڑھے اسی طرح ساری فرائض کی ادائیگی کرے

سوال: فرائض کو جمع کرنے کے لیے فرائض کیلئے کتنی اور کونسی شرطوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے؟

جواب: فرائض کو جمع کرنے کے لیے فرائض کو پانچ شرائط کا لحاظ رکھنا ضروری ہیں

1 وقف میں عید کی ہو

2 آغاز کرنے میں عید کی ہو

3 ادائیگی میں عید کی ہو

4 مختلف فرائض کو ایک دوسرے میں خلط ملط نہ کرے

5 تلاوت کرنے میں ترتیب کا خیال رکھے

## استحباب الاکثار من تراۃ القرآن:

سوال: فرائض قرآن میں کثرت کرنا کیسے فضائل بیان کریں

جواب: فرائض قرآن میں کثرت کرنا اور تلاوت میں کثرت کرنا

مستحب ہے اللہ پاک نے اس شخص کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: (يَتْلُونَ آيَاتِ اللَّهِ آنَاءَ اللَّيْلِ)

اور صحیحین میں ابن عمر سے حدیث روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا:  
 دوسروں کے علاوہ کسی میں حدبائز نہیں ہے ایک وہ جس کو اللہ پاک نے  
 قرآن کا علم عطا فرمایا تو وہ دن اور رات اس کو پڑھتا ہے  
 اور ترمذی نے ابن مسعود سے حدیث روایت کی ہے حضور ﷺ نے فرمایا: جو کتاب اللہ  
 سے ایک حرف پڑھے تو اس کے لیے ایک نیکی ہے اور وہ نیکی اس جیسی  
 دس کی مثل ہے

حضرت ابوسعید سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:  
 اللہ پاک فرماتا ہے جس کو قرآن اور میرے ذکر کرنے سوال کرنے سے  
 مشغول رکھا تو میں اس کو سوال کرنے والوں سے زیادہ عطا کروں گا  
 "کلام اللہ کی فضیلت دوسرے کلاموں پر ایسے ہے جیسے اللہ پاک کی فضیلت ساری  
 مخلوق پر ہے

## عادات السلف فی تدر القرآن:

سوال: قرآن پاک پڑھنے کے بارے میں اسلاف کا کیا معمول رہا ہے؟  
 جواب: قرآن کریم کی تلاوت کی مقدار کے بارے میں سلف و صالحین کی مختلف  
 عادات ذکر کی گئی ہیں

بعض ایک دن میں ایک قرآن مکمل کرتے، بعض دو مرتبہ قرآن مکمل  
 کرتے۔ بعض ایک دن میں تین مرتبہ قرآن مکمل کرتے اور بعض کی عادت  
 اس کے علاوہ بھی تھی

بعض سلف کے بارے آیا ہے کہ وہ دور اتوں میں اور بعض تین راتوں میں وتر آن کریم مکمل کرتے اور یہ حسن ہے

بعض سلف کے بارے میں آیا ہے وہ چار دن میں وتر آن مکمل کرتے پھر پانچ دن میں پھر چھ دنوں میں اور پھر سات دنوں میں وتر آن کو مکمل کرنے کے بارے میں آیا ہے اور یہ سب سے اچھا ہے

اور یہی اکثر صحابہ اور ان کے علاوہ کا فعل تھا

بعض سلف کے بارے میں آیا ہے کہ وہ آٹھ دن میں، بعض دس دن میں، بعض ایک ماہ میں اور بعض دو ماہ میں وتر آن کو مکمل کرتے

حضور ﷺ کے جلیل القدر صحابہ سات دن میں وتر آن مکمل کرتے تھے بعض ایک مہینے میں، بعض دو مہینوں میں اور بعض اس سے زیادہ مدت میں وتر آن مکمل کرتے تھے

سوال: وتر آن کو ایک دن میں تین بار ختم کرنے کے بارے میں حضرت عائشہ کا مذمت والا قول بیان کریں

جواب: حضرت مسلم بن حراق سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں، میں نے حضرت عائشہ سے عرض کیا: مردوں میں سے ایک ایسا مرد بھی ہے جو ایک رات میں وتر آن کو دو یا تین مرتبہ پڑھتا ہے تو آپ نے فرمایا: انہوں نے وتر آن پڑھا اور نہیں پڑھا، میں پوری رات حضور ﷺ کے ساتھ کھڑی رہی تو حضور ﷺ نے سورہ بقرہ، آل عمران اور سورہ نساء پڑھی تو جس آیت میں بشارت

ہوتی آپ وہاں دعا کرتے اور رغبت رکھتے اور جس آیت میں ڈرایا جاتا آپ وہاں دعا کرتے اور پناہ مانگتے

سوال: فتر آن پاک ختم کرنے کے بارے میں امام اعظم کا قول ذکر کریں  
جواب: امام اعظم ابو حنیفہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: جو شخص سال میں دو مرتبہ فتر آن کو مکمل کرتا ہے تو گویا اس نے فتر آن کا حق ادا کر دیا کیونکہ حضور ﷺ نے حضرت جبریل پر اس سال دو دفعہ کہ فتر آن پڑھا جس سال آپ کا وصال ہوا

سوال: امام نووی نے الاذکار میں فتر آن کی تلاوت کی کتنی مقدار بیان کی ہے؟  
جواب: امام نووی نے "الاذکار" نامی کتاب میں فرمایا ہے مختار مذہب یہ ہے کہ اشخاص کے بدلنے سے تلاوت کی مقدار بھی بدل جاتی ہے بہر حال وہ شخص جس پر فتر آن میں غور و فکر کرنے سے خوشگوار نقطے اور علوم ظاہر ہوتے ہو وہ اتنی تلاوت پر اکتفاء کرے جتنی میں اس کو یہ نقطے و علوم حاصل ہوتے ہو کمال فہم کے ساتھ۔ اور اسی طرح وہ شخص جو علم کے پھیلانے یا جھگڑوں کے فیصلے کرانے یا اس کے علاوہ کسی اور دین کے اہم کاموں میں یا عام فلاح و بہود میں مشغول ہو تو وہ اتنی تلاوت پر اکتفاء کرے جس سے اس کے کاموں میں خلل پیدا نہ ہو اور نا ہی اس کے کاموں کا کمال فوت ہو اور جو شخص مذکورین میں سے نا ہو تو وہ تلاوت میں کثرت کرے جتنی ممکن ہو اکتاہٹ یا تیزی کی طرف نکلے بغیر

سوال: فتر آن کو پڑھنے کے کوئی سے آداب تحریر کریں



جواب: 1 تلاوتِ قرآن کے لیے وضو کرنا مستحب ہے کیونکہ یہ سب سے افضل ذکر ہے اور اللہ پاک کا ذکر پاکی کے بغیر کہنا مکروہ ہے جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے

2 صاف جگہ میں تلاوتِ قرآن کرنا سنت ہے اور مسجد میں افضل ہے اور ایک قوم کے نزدیک حمام اور راستے میں تلاوتِ قرآن کرنا مکروہ ہے

3 تلاوتِ قرآن کے لیے قبلہ رخ ہو کہ، خشوع، سکون و تار کے ساتھ سر جھکا کر بیٹھنا مستحب ہے

4 تلاوتِ قرآن کی تعظیم اور پاکی کے لیے مسواک کرنا سنت ہے

5 تلاوتِ قرآن سے پہلے تعویذ پڑھنا سنت ہے اللہ پاک نے فرمایا: (فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ)

6 ہر سورت سے پہلے بسم اللہ پڑھنے پر محافظت اختیار کرنا سوائے سورہ براءت کے

7 تلاوتِ قرآن ترتیل (ٹھہر ٹھہر کر) کے ساتھ کرنا سنت ہے۔ اللہ پاک فرماتا ہے (وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا)

سوال: اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کے بارے میں سلفین کے دو اقوال بیان کریں

جواب: امام نووی فرماتے ہیں مختار صفت یہ ہے (أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ)

اور گزرے ہوئے بزرگوں کی جماعت (السمیع العلیم) کا اضافہ کرتی ہے

حضرت حمید بن قیس سے یہ روایت ہے (اعوذ باللہ القادر من الشیطان العنادر)

حضرت ابو سالم سے یہ روایت ہے (اعوذ باللہ القوی من الشیطان الغوی)

اور آخرین سے یہ روایت ہے (أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ) اس میں اور بھی الفاظ ہے

حلوئی اپنی جامع میں فرماتے ہے کوئی ایسا تعوذ نہیں ہے جس کی طرف انتہا ہو جائے

سوال: مترآن کو کب آہستہ اور کب اونچی آواز سے پڑھے گے؟

جواب: امام نووی فرماتے ہے کہ آہستہ آواز سے اس وقت افضل ہے جب ریاکاری کا خوف ہو یا نمازیوں کو تکلیف ہو یا سونے والے کو بلند آواز سے پڑھنے سے تکلیف ہو ان کے علاوہ صورتوں میں بلند آواز سے پڑھنا افضل ہے کیونکہ اس میں عمل کرنا زیادہ ہوتا ہے اور کیونکہ اونچی آواز سے پڑھنے کا فائدہ سننے والوں کو بھی ہوتا ہے اور کیونکہ بلند آواز سے پڑھنے سے دل جاگتا ہے اور بندے کو فکر کی طرف پھیرتا ہے اور نیند کو بھگاتا ہے اور چستی میں زیادتی کرتا ہے

اور بعض علماء فرماتے ہے کہ بعض تلاوت بلند آواز سے اور بعض تلاوت آہستہ آواز سے کرنا مستحب ہے کیونکہ آہستہ آواز سے تلاوت کرنے سے بندہ اکتا جاتا ہے اور بلند آواز سے پڑھنے سے پیار حاصل ہوتا ہے اور بلند آواز سے قراءت کرنے سے بندہ تھک جاتا ہے اور آہستہ پڑھنے سے آرام حاصل ہوتا ہے

سوال: قراءت کے افضل اوقات، دن اور مہینے بیان کریں

جواب: امام نووی فرماتے ہے کہ قراءت کا سب سے افضل وقت نماز کے اندر

فترات کرنا پھر رات کے آخری حصے میں فترات کرنا اور وہ مغرب اور  
عشاء کا درمیانی وقت ہے  
اور دنوں میں سے سب سے افضل دن 9 ذوالحجہ کا دن پھر جمعہ کا دن پھر پیر کا دن  
پھر جمعرات کا دن ہے  
عشروں میں سے سب سے افضل عشرہ رمضان کا آخری عشرہ ہے اور ذی الحجہ کا  
پہلا عشرہ ہے  
اور مہینوں میں سے سب سے افضل مہینہ رمضان کا ہے

## الاقتباس و ماہری محبرہ

سوال: اقتباس کے کہتے ہیں؟

جواب: کسی شعر یا عبارت میں آیت مبارکہ یا حدیث پاک کا حوالہ دینے بغیر آیت یا حدیث یا ان کا کچھ حصہ شامل کرنے کو اقتباس کہتے ہیں

سوال: اقتباس کی کتنی اور کون کونسی اقسام ہیں؟

جواب: اقتباس کی تین اقسام ہیں اور وہ یہ ہیں

3 مردود

2 مباح

1 مقبول

مقبول:

وہ اقتباس جو مواعظ، خطبات، فرامین اور عہد ناموں میں کیا گیا

مباح:

وہ اقتباس جو غزلوں، قصوں اور خطوط میں کیا گیا ہو

مردود:

اس کی دو اقسام ہیں

1 اس کلام کا اقتباس کرنا جس کی نسبت اللہ پاک نے اپنی طرف فرمائی ہے،

کوئی بشر اس کو اپنی ذات کی طرف منسوب کرے

مثلاً: بنو امیہ کے ایک حکمران نے کارندوں کی شکایت پر جواب دیا (إِنَّ إِلَيْنَا إِيَابَهُمْ ۝ ثُمَّ

إِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ)

2 کسی آیت کی "ہزل" کے مضمون میں تفسیر کی جائے

مثلاً: اوجی الی عشاقہ طرفہ ہھیات ہھیات لما توعدون

وردفہ ینطق من خلفہ لمثل ذا فلیعمل العالمون

ترجمہ: اس کی نظر نے اپنے عاشقوں سے سرگوشی کی، دور ہو گیا جس کا تم سے وعدہ

کیا گیا تھا، اس کی سیرین بیان کر رہی ہے کہ اسی کی مثل چاہیے کہ عمل کرے

## فی معرفۃ عنریہ

سوال: عنرائب وترآن کسے کہتے ہے؟ نیزان کامرجع کیا ہے؟

جواب: وترآن کے جن الفاظ کے معانی لغت میں تلاش کرنے کی طرف محتاج ہو انہیں عنرائب وترآن کہتے ہے

ان کامرجع منقول شدہ اور اس بارے میں لکھی گئی کتابیں ہیں

سوال: کیا وترآن کے عنرائب کو حباننا ضروری ہے؟

جواب: جی ہاں! اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ حضور ﷺ نے

فرمایا: وترآن کے معانی کی تفتیش کرو اور وترآن کے عنرائب کو تلاش

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا "جس شخص نے وترآن پڑھا اور اس کے عنریب

الفاظ کے معانی کی تحقیق کی اسے ہر حرف کے بدلے بیس نیکیاں ملیں گی اور جو شخص وترآن

کے معانی کی تحقیق اور شناخت کے بغیر پڑھے گا اسے ایک حرف کے بدلے دس

نیکیاں ملیں گی

سوال: اعراب القرآن سے کیا مراد ہے؟ نیز یہ بھی بتائیے کہ کیا یہاں

نحویوں کی اصطلاح والا اعراب مراد ہے؟

جواب: اعراب القرآن سے مراد یہ ہے کہ وترآن کے الفاظ کے معانی کی

معرفت حاصل کرنا

یہاں نحویوں کی اصطلاح والا اعراب مراد نہیں ہے کیونکہ ان کے نزدیک

اعراب سے لحن کے مقابل یعنی صحت الفاظ مراد ہوتا ہے جو کہ درست نہیں اس

لیے کہ صحت الفاظ کے نپائے جانے کی صورت میں نہ تو متراءت صحیح ہوتی ہے اور  
ناثواب ملتا ہے

سوال: کیا مترآن کے عنرائب میں قیاس آرائی اور گمان کو دخل ہے؟  
جواب: جی نہیں! مترآن کے عنرائب میں قیاس آرائی اور گمان کا دخل نہیں  
ہے کیونکہ صحابہ کرام جو کہ حناص طور پر عربی جانے والے، فصیح اہل لسان تھے، پھر  
مترآن کا نزول بھی انہی کی زبان میں ہوا تھا لیکن پھر بھی اگر ان پر کسی لفظ کے معنی ظاہر نہ  
ہوتے تو وہ قیاس آرائی اور گمان سے کام نہیں لیتے تھے بلکہ توقف فرماتے اور  
سکوت اختیار کرتے تھے

سوال: عنرائب القرآن کی چند مثالیں بیان کریں

جواب: عنرائب القرآن کی چند مثالیں درج ذیل ہیں

1 حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا: مجھے "فناطر" کے معنی معلوم نہ تھے یہاں تک کہ ایک دن میرے پاس دو دیہاتی آئے ان کا آپس میں کنویں کا جھگڑا تھا ان میں سے ایک نے کہا: "انافطرہ" یعنی میں نے پہلے اس کو کھودنا شروع کیا تھا (اس وقت مجھے فناطر کا معنی پتہ چلا)

2 حضرت ابن عباس نے فرمایا: میں تمام قرآن کا عالم ہوں مگر چار الفاظ کے معانی کا مجھے علم نہیں ہے اور وہ یہ ہیں، غسلین، حنانا، اواہ اور الرقیم

3 جب حضرت ابو بکر صدیق سے (وَقَاكِهَةً وَاَبَا) کا معنی پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: کون سا آسمان مجھ پر سایہ فگن رہے گا اور کونسی زمین مجھے برداشت کرنے گی، اگر میں نے کتاب اللہ میں ایسی بات کہہ دی جس کا مجھے علم نہیں

سوال: عنرائب القرآن کی تحقیق کرنے والا کن چیزوں کا محتاج ہوتا ہے؟

جواب: عنرائب القرآن کی تحقیق کرنے والا علم لغت کا محتاج ہوتا ہے اور اس کے لیے اسماء و افعال اور حروف کا حبان ضروری ہے اور حروف چونکہ نسبتاً قلیل ہیں اس لیے علماء نحو نے ان کے معانی بیان کر دیئے ہیں لہذا حروف کا علم ان کتابوں سے معلوم کیا جاسکتا ہے، لیکن اسماء اور افعال کا علم لغت کی کتابوں سے حاصل کرنا ضروری ہے



سوال: عنرائب القرآن کے سب سے بہتر طریقے کے بارے میں

علامہ حلال الدین نے کیا فرمایا ہے؟

جواب: علامہ حلال الدین سیوطی نے فرمایا: عنرائب القرآن کی

دریافت کے لیے سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ ان امور کی طرف رجوع

کیا جائے جو ابن عباس اور ان کے شاگردوں سے ثابت ہے، کیونکہ ان سے جو

روایات منقول ہیں، ایک تو وہ صحیح الاسناد ہیں اور اس کے ساتھ وہ عنرائب

القرآن کی تفسیر کا احاطہ بھی کرتی ہیں اور حضرت ابن عباس سے منقول

روایتوں میں سب سے زیادہ صحیح روایات ہیں جو ابی طلحہ کے طریق پر مروی

ہیں

سوال: امام حلال الدین سیوطی نے جن الفاظ عنریبہ کی تشریح کی ہے ان میں سے

چند بیان کریں

جواب: امام حلال الدین سیوطی نے جن الفاظ عنریبہ کی تشریح کی ہے ان میں

سے کچھ یہ ہیں

معانی

الفاظ

یؤمنون

یصدقون

یعمھون

یتادون

من القدر والاذی

مطهرة

المصدتین بمنزل اللہ

العاشعین

وفی ذلکم بلاد

نعمتہ

اشکال: مترآن کریم تو فصیح ترین کلام پر مشتمل ہے، جس کے لیے عنرابت سے  
حنالی ہونا ضروری ہے کیونکہ فصاحت کلام کی شرائط میں سے ایک شرط یہ  
بھی ہے وہ عنرابت سے پاک اور سلامت ہو

جواب: عنرابت کے دو معنی ہیں

پہلے یہ ہے کہ کلام میں غیر مانوس اور وحشی لفظ کو استعمال کرنا

اور یہ فصاحت میں خلل انداز ہوتا

دوسرا معنی یہ ہے کہ کلام میں ایسے الفاظ کو استعمال کرنا، جن کے معانی کے

انکشاف اور تفتیش میں خیال اور رائے کو دخل نہ ہو

عنرابت کی اس نوع کا مترآن کریم میں وقوع ہوا ہے

ماوقع فیہ بغیر لغة العرب:

سوال: کیا تر آن صرف عربی میں ہیں؟

جواب: اس بارے میں ائمہ کرام کے درمیان اختلاف ہے کہ سارا تر آن عربی میں ہے، جمہور ائمہ کرام جن میں امام شافعی، ابن حبریر، ابو عبید و تاضی ابو بکر اور ابن فارس ہیں، ان کے نزدیک تر آن پاک صرف عربی زبان میں ہے کیونکہ اللہ پاک کا فرمان ہے

(وَلَوْ جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا أَعْجَمِيًّا لَقَالُوا لَا فُصِّلَتْ آيَاتُهُ أَعْجَمِيًّا وَعَرَبِيًّا)

امام شافعی نے اس شخص کا سختی سے انکار کیا ہے جو تر آن میں غیر عربی زبان کے الفاظ ہونے کا قائل ہے

اور ابو عبید و فرماتے ہیں کہ تر آن صرف فصیح عربی میں نازل کیا گیا ہے جو شخص یہ کہتا ہے اس میں غیر عربی زبان الفاظ ہیں وہ بڑی بات کہتا ہے

اور جو یہ کہتا ہے "کذابا" قبطی زبان کا لفظ ہے اس نے بہت بڑی بات کہی

لیکن بعض ائمہ کے نزدیک کچھ ایسے الفاظ ہیں جو اصل میں عربی تھے لیکن جب اہل عرب نے پہلے ان کو استعمال کیا تو وہ فصیح عربی کلمات کے قائم مقام ہو گئے اور ان میں بیان کی صفت پیدا ہو گئی جو عربی زبان کا خاصہ تھی پس اسی تعریف کے لحاظ سے تر آن کا نزول ان کلمات کے ساتھ ہوا

اور بعض دوسرے علماء لغت کے نزدیک تمام الفاظ حنا لیس عربی زبان کے الفاظ  
ہے

حاصل کلام یہ ہے کہ عربی زبان ایک بہت وسیع زبان ہے اور یہ بات  
بعید نہیں کہ جلیل القدر علماء اور اہل زبان کو بھی اس کے بعض الفاظ کا علم نہ ہو  
مثلاً: حضرت ابن عباسؓ پر لفظ "فطر" اور "فاتح" کے معنی مخفی تھے  
سوال: فطر آن میں سے چند ایسی مثالیں دیں جن میں لفظ غیر عربی ہو؟  
جواب: مذکورہ مثالوں میں الفاظ غیر عربی ہیں

الفاظ	معانی	مواضع
ابلعی	تو نکل جا	یہ حبش کی زبان کا لفظ ہے اور اس کے معنی نکلنا ہے
اسفار	کتابیں	یہ سریانی زبان کا لفظ ہے جس کا اطلاق کتابوں پر ہوتا ہے
اکواب	کوزے	یہ نبطی زبان میں کوزوں کو کہتے ہیں
الآرائک	تخت	یہ حبشی زبان میں تخت کے لیے بولا جاتا ہے
استبرق	موٹا ریشم	یہ عجمی زبان میں موٹے ریشم کے لیے بولا جاتا ہے

# فی قواعد مهمۃ یحتاج المعتبر الی معرفتها

## قاعدۃ فی الضمائر:

سوال: ضمیر کے مرجع کا قواعد مع امثلہ لکھیں؟

جواب: ضمیر کے لیے ایک مرجع کا ہونا ضروری ہے جس کی طرف وہ لوٹتی ہے

1 یا ضمیر کا مرجع سابقہ لفظوں میں مذکور ہوتا ہے اور ضمیر کی دلالت

مرجع پر مطابقی طور پر ہوتی ہے

مثلاً: (وَنَادَى نُوحٌ ابْنَهُ)

2 یا ضمیر کی دلالت مرجع پر التزامی طور پر ہوتی ہے

مثلاً: (إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ) میں "ہ" ضمیر کا مرجع قرآن ہے جس پر

نازل کرنا التزامی طور پر دلالت کرتا ہے

3 یا ضمیر کا مرجع اس سے لفظی اعتبار سے مؤخر ہوگا (مگر رتبہ کے لحاظ

سے یہ مقدم ہوگا) اور ضمیر مرجع کے مطابق ہوگی

مثلاً: (فَاَوْجَسَ فِي نَفْسِهِ خِيفَةً مُوسَى)

اور کبھی ضمیر مذکور لفظ پر بغیر اس کے معنی کے راجع ہوتی ہے

مثلاً: (وَمَا يُعْمَرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَلَا يُنْقَضُ مِنْ عُمرِهِ)

اور کبھی ضمیر ایک شے کی طرف راجع ہوتی ہے، مگر اس سے اس شے کی

جنس مراد ہوتی ہے

مثلاً: (إِنْ يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَلِلَّهِ أُولُو بَهْمَا)

یہاں غنیّا اور فقیرّا کے الفاظ دونوں کی جنس پر دلالت کرتے ہیں  
اور کبھی ضمیر تشنیہ کی ہوتی ہے مگر وہ دومذکور چیزوں میں سے ایک کی  
طرف لوٹتی ہے

مثلاً: (يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللَّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ)

کبھی ضمیر متصل کسی اور چیز کے ساتھ ہوتی ہے اور اس کا مرجع اس شے  
کے علاوہ کوئی دوسری شے ہوتی ہے  
مثلاً: (وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِّنْ طِينٍ)

اور یہی استخدام کا باپ ہے

اور کبھی ضمیر اس شے کے ملا بس اور ہم شکل کی راجع ہوتی ہے

جس کے واسطے وہ ضمیر آئی ہے

مثلاً: (الْأَعْيُنُ أَوْ ضُحِيهَا)

## قاعدہ:

جمع ذوی العقول کی طرف جو ضمیر لوٹتی ہے وہ بھی اکثر طور پر جمع ہوتی ہے چاہے وہ

جمع قلت ہو یا کثرت ہو

مثلاً: (وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ)

لیکن ازواج مطہرہ میں واحد کی ضمیر لائی گئی ہے کیونکہ اللہ پاک نے مطہرات

نہیں فرمایا

لیکن غیر ذوی العقول کی جمع کی صورت میں اکثر طور پر اگر وہ جمع کثرت ہو تو واحد کی ضمیر لاتے ہیں اور جمع قلت ہو تو جمع کی ضمیر لاتے ہیں  
مثلاً: (إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا سَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ تَك)

فتاویٰ:

جب ضمائر میں لفظ اور معنی دونوں کی رعایتیں جمع ہو جائیں تو ایسی صورت میں ابتداء لفظی رعایت کی جائے گی اور پھر معنی کی رعایت ہوگی کیونکہ  
فتر آن پاک میں یہی طریقہ ہے

مثلاً: اللہ نے فرمایا: (وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ) اس کے بعد فرمایا (وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ)  
شیخ علم الدین عراقی کا قول ہے کہ فتر آن پاک میں معنی پر محمول کرتے ہوئے  
صرف ایک ہی جگہ ابتداء کی گئی ہے وہ جگہ یہ ہے (وَقَالُوا مَا فِي بُطُونِ هَذِهِ الْأَنْعَامِ خَالِصَةٌ  
لِّدُكُونِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلَى أَزْوَاجِنَا)

سوال: معروفہ اور نکرہ لانے کے اسباب بیان کریں

جواب: نکرہ لانے کے درج ذیل ہیں

1 ایک مراد لینے کا ارادہ ہو

مثلاً: (ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ فِيهِ شُرَكَاءٌ تَتَّبِعُونَ وَرَجُلًا سَلَمًا رَّجُلًا)

2 ایک قسم مراد لینے کا ارادہ ہو یعنی نوع من الذکر (ذکر کی ایک نوع ہے)

مثلاً: (وَعَلَى أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ)

یعنی ایک عجیب قسم کا پردہ جو لوگوں میں معروف نہیں

3 تعظیم مراد ہو اس معنی کے ساتھ کہ جس شے کے بارے میں بات ہو ہی ہے وہ اتنی عظیم ہے کہ اس کی تعریف یا تحین کرنا ممکن نہیں ہے

مثلاً: (فَاذْنُؤاْ بِحَرْبٍ)

4 کثرت بیان کرنی ہو

مثلاً: (اِنَّ لَنَا لَآخِرًا)

5 تحقیق مراد ہو اس معنی کے ساتھ کہ اس شے کی شان اس حد تک گرجائے اور اس کا مرتبہ اس حد تک گھٹیا ہو کہ وہ کم تر ہونے کی وجہ سے معروف نہ ہو سکے

مثلاً: (اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا)

6 تقلیل (کمی ظاہر کرنا) مراد ہو

مثلاً: (وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ)

معروف لانے کے اسباب درج ذیل ہیں

1 ضمیر کے ساتھ معروف لانا اس لیے لانا کہ اس کا مقام متکلم یا مخاطب یا غائب کا مقام ہوتا ہے

2 علیت کے ساتھ معروف لانا سامع کے ذہن میں معین چیز کو حاضر کرنے کے لیے جو ابتدائے اسی کے ساتھ خاص ہے یا تعظیم کے لیے یا اہانت کے لیے اور یہ اس موقع پر ہوتا ہے، جہاں اس کا علم ان باتوں کا اقتضا کرتا ہو



تعظیم کی مثال: حضرت یعقوب علیہ السلام کا اسرائیل کے لقب کے ساتھ ملقب ہونا

ابانت کی مثال: (تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ)

3 اشارہ کے ساتھ معروف لانا تاکہ معروف کو محسوس طور پر سننے والے کے ذہن میں حاضر کر کے پوری طرح ممیز کر دیا جائے

مثلاً: (هَذَا خَلْقُ اللَّهِ فَأَرُونِي مَاذَا خَلَقَ الَّذِينَ مِنْ دُونِهِ)

اور کبھی اسم اشارہ سامع کے کندہ زمین ہونے کی وجہ سے لایا جاتا ہے اور مقصود یہ ہوتا ہے کہ سامع اتنے موٹے دماغ کا ہے کہ وہ حسی اشارے کے بغیر کسی نے کی تمیز ہی نہیں کر سکتا

اور کبھی اسم اشارہ تریب کے ذریعے مشار الیہ کی تحقیق مقصود ہوتی ہے مثلاً: (أَهَذَا الَّذِي يَذْكُرُ آلِهَتَكُمْ)

4 اسم موصول کے ساتھ معروف لانا یہ اس وقت ہوتا ہے جب اسم خاص کے ساتھ اس کا ذکر ناپسندیدہ تصور کیا جاتا ہو اور اس کی پردہ داری مقصود ہو یا اہانت وغیرہ دیگر اسباب کی بنا پر

مثلاً: (وَالَّذِي قَالَ لَوْ لَدَيْهِ أُفٍّ لَّكُمَا)

اور کبھی یہ تعریف بالموصول عموم مراد لینے کی عرض سے ہوتی ہے مثلاً: (إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَفْتَا مُوَا)

## فتاویٰ آخری متعلق بالتعریف والتشکیر:

سوال: اگر کسی اسم کا ذکر دوبار ہو تو اس کے کتنے احوال ہوتے ہیں؟

جواب: جب کسی اسم کا ذکر دوبار ہو تو اس کے چار احوال ہوتے ہیں

1 دونوں معروف ہو

2 دونوں نکرہ ہو

3 پہلا نکرہ اور دوسرا معروف

4 پہلا معروف اور دوسرا نکرہ ہو

اگر دونوں اسم معروف ہوں تو اس صورت میں اکثر طور پر دوسرا عین

اول ہوتا ہے اور اس کی وجہ سے اس معہود پر دلالت کرتا ہے جو لام یا اضافت

میں اصل ہے

مثلاً: (وَقِهِمُ السَّيَّاتِ وَمَنْ ثَقِ السَّيَّاتِ)

اور اگر دونوں نکرہ ہو تو دوسرا غیر اول ہوگا اور ایسا اکثر طور پر ہے کیونکہ اگر دوسرے

کو پہلے سے جدا کوئی دوسرا اسم مترا نہ دیں تو پھر تو وہی تعریف اس

کے مناسب تھی اس بناء پر کہ وہ اسم معہود سابق ہے

مثلاً: (اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ ضَعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضَعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعْفًا وَشَيْبَةً)

اگر پہلا اسم نکرہ اور دوسرا معروف ہو تو عہد پر حمل کرتے ہوئے دوسرا اسم

بعینہ اسم اول مترا پائے گا

مثلاً: (أَرْسَلْنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ رَسُولًا ۖ فَعَصَىٰ فِرْعَوْنَ الرَّسُولَ)

اگر پہلا اسم معروف ہو اور دوسرا اسم نکرہ ہو تو مطلق طور پر کچھ نہیں کہا جا

سکتا بلکہ ترائن پر مدار ہوگا

مثلاً: (وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُنْفِثُ الْمُجْرِمُونَ مَا بَشُّوا غَيْرَ سَاعَةٍ)

تمت بالخیر